ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

6 جون ۲۰۱۵ء —— شعبان ۱۴۳۶ھ

وسیعلم الذین ظلموا أی منقلب ینقلبون

ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں (الشعرآء: ۲۲۷)

- حجاز مقدس کا امن اور عالمِ اسلام
- جناب عبداللطیف خالد چیمہ پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ
- پرویز رشید کی وضاحت کافی نہیں
- چناب نگر میں قادیانی رسالے کے دفتر پر چھاپہ
- ارکانی و برمی مسلمانوں کی حالت زار
- روزوں کے اہم ترین مسائل
- مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط
- حسن ابدال میں ختم نبوت کانفرنس

مجلس احرارِ اسلام

چیچہ وطنی کے زیرِ اہتمام
چوتھے مرکزِ احرار

رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے، 25 مرلے رقبہ پر مسجد، مدرسہ، دفتر، ختمِ نبوت اکیڈمی اور ڈسپنسری تعمیر کی جائے گی، بنیادوں کا کام مکمّل ہو چکا ہے کُل لاگت کا ابتدائی تخمینہ تقریباً ایک کروڑ روپے ہے نقد یا تعمیراتی سامان دونوں شکلوں میں جملہ اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے!

نوٹ: پختہ تعمیر سے پہلے عارضی کمرہ بنا کر 27 / جون 2014ء سے نماز جمعۃ المبارک پانچ وقت نماز اور ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 3-1306	نیشنل بنک آف پاکستان
برانچ کوڈ نمبر: 0760	جامع مسجد بازار چیچہ وطنی
اکاؤنٹ ٹائٹل:	دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

ترسیل زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکزِ احرار چیچہ وطنی)
دفتر دار العلوم ختمِ نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی
040-5482253
0300-6939453

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 26 شمارہ 6 شعبان 1436ھ — جون 2015ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بانی: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری ابن امیر شریعت دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— -/200 روپے

بیرون ملک ——— -/4000 روپے

فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیل زر برائے ماہنامہ نقیب ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر 1-5278-100

بینک: 0278 یو بی ایل حسین آگاہی برانچ ملتان

ترتیب

دل کی بات:	حجاز مقدس کا امن اور عالم اسلام	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرہ:	جناب عبداللطیف خالد چیمہ پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ	//	3
افکار:	پرویز رشید کی وضاحت کافی نہیں	مولانا زاہد الراشدی	4
//	پرویز رشید کی جہالت ..... پرویزی خاندان کی عادت	ابوطلحہ عثمان	6
//	ارکانی و برمی مسلمانوں کی حالت زار	مولانا محمد صدیق ارکانی	8
دین و دانش:	وفات سیدنا مروان رضی اللہ عنہ (آخری قسط)	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	13
//	کیا افضلیت کی بنیاد اقربیت ہے؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	21
//	روزوں کے اہم ترین مسائل	ادارہ	23
//	نقشہ برائے ادائیگی زکوۃ	مولانا اعجاز صمدانی	27
//	کریڈٹ کارڈ۔ تعارف اور فقہی جائزہ (قسط:۲)	مفتی عارف محمود	29
نوادرات:	مکتوب مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ	ادارہ	37
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۴۸)	پروفیسر خالد شبیر احمد	38
مطالعہ:	حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی	حافظ عبید اللہ	46
قادیانیت:	چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ (قسط:۴)		
//	چناب نگر میں قادیانی رسالے کے دفتر پر چھاپہ۔ پریس سیل کر دیا گیا	سیف اللہ خالد	53
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	ڈاکٹر عمر فاروق احرار/اخلاق احمد	55
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	58
رپورٹ:	حسن ابدال میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس	خواجہ شہزاد احمد	61

رابطہ

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

حجاز مقدس کا امن اور عالمِ اسلام

مشرقِ وسطیٰ کئی دہائیوں سے عالمی استعمار کی سازشوں کا نخچیر اور تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔ حال ہی میں یمن کی صورتِ حال نے نہ صرف عرب ممالک بلکہ تمام عالمِ اسلام کو متاثر کیا اور معاملہ حرمین شریفین کے تحفظ تک آ پہنچا۔ نوبت بایں جا رسید کہ 22 مئی 2015ء کو سعودی عرب کے مشرقی صوبہ قطیف کے گاؤں قُدیح کی ایک شیعہ عبادت گاہ میں نمازِ جمعہ کے دوران خودکش حملہ میں ۲۰ افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ گویا اب سعودی عرب عالمی استعمار طاغوت اکبر کے نشانے پر ہے۔ عالمِ اسلام میں سعودی عرب کی حیثیت، حرمین شریفین کی وجہ سے سب سے زیادہ اہم اور حسّاس ہے۔ بیت اللہ اور روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پوری اُمّتِ مُسلمہ کی محبتوں اور ایمان و یقین کی عظمتوں کے مراکز ہیں۔ عالمِ کفر خاکم بدہن مسلمانوں کے ان دینی مراکز کو ہی بدامنی کا شکار بنانے کی ناپاک سازشوں میں مصروف ہے۔ عراق، شام، مصر، یمن اور افغانستان میں خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے بعد اس کا اگلا ہدف سعودی عرب ہے۔ سعودی عرب میں دہشت گردی کا حالیہ واقعہ اسی عالمی سازش کا حصہ ہے۔

وطنِ عزیز پاکستان بھی عالمی دہشت گردوں کی سازشوں کے نرغے میں ہے۔ اس وقت حکومت کی تمام تر توانائیاں دہشت گردی کے خاتمے پر صرف ہو رہی ہیں۔ یقینی بات ہے کہ سعودی عرب کی سلامتی کو لاحق خطرات کا اثر عالمِ اسلام خصوصاً پاکستان پر بھی ہو گا۔ پاکستان پہلے ہی سیاسی اور معاشی عدم استحکام کا شکار ہے اور ملک میں امن مفقود ہے۔ ادھر افغانستان میں بھارتی سرگرمیاں بھی پاکستان کے لیے خطرناک ہیں۔

عالمِ اسلام خصوصاً حجازِ مقدس کے امن اور حرمین کے تحفظ کے لیے سعودی عرب کے قائدانہ کردار کی اشد ضرورت ہے۔ سعودیہ اور اُس کے عرب اتحادی ممالک کے نزدیک اگر یمن میں منتخب حکومت کے خلاف برسرِ پیکار حوثی باغی ہیں اور سزا کے مستحق ہیں تو مصر میں اخوان المسلمون کی منتخب حکومت کا تختہ الٹنے والے بھی باغی ہیں۔ حال ہی میں مصر کے سابق صدر محمد مُرسی کو مصری عدالت نے سزائے موت سنا دی ہے۔ سعودی حکمران، اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کا اجلاس بلا کر اس مسئلے کا حل نکالیں۔ ترکی کے صدر طیّب اردوان مصر کے معاملے پر سب سے زیادہ متفکر اور سنجیدہ ہیں۔ اُمید ہے وہ اپنی کوششوں میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ اگر سعودی عرب عالم اسلام کے مسائل میں قائدانہ کردار ادا کرے تو اُمّتِ مسلمہ کے حق میں بہتر سے بہتر نتائج حاصل ہوں گے (ان شاء اللہ)

مجاہدِ ختمِ نبوّت جناب عبداللطیف خالد چیمہ پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ:

مجلس احرار اسلام پاکستان سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے 8؍مئی 2015ء کو مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں خلیفۂ راشد و برحق ششم، کاتبِ وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت و مناقب کے حوالے سے نمازِ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ جس پر دہشت گردی ایکٹ 9-ATA کے تحت تھانہ سٹی چیچہ وطنی میں مقدمہ درج کرلیا گیا۔ 14؍مئی بروز جمعرات انسداد دہشت گردی کی عدالت نمبر 2 ملتان کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جناب سجاد احمد کی عدالت سے 21؍مئی تک کی عبوری ضمانت منظور ہوئی، جب کہ 21؍مئی کو اسی فاضل عدالت نے فریقین کے وکلاء کے دلائل سننے کے بعد ضمانت کنفرم کردی۔ عبداللطیف خالد چیمہ کی طرف سے ممتاز قانون دان جناب حکیم محمود احمد خان غوری پیش ہوئے۔ مقدمہ کے اندراج سے ضمانت ہونے تک کے دوران لوئر لیول سے اپر لیول تک کیا کچھ ہوا یہ ایک مستقل داستان ہے جو ہمارے دل و دماغ میں درجہ بدرجہ محفوظ ہے۔ ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے بلکہ قرائن و شواہد پوری طرح گواہی دے رہے ہیں کہ کسی طے شدہ پالیسی کے تحت چیمہ صاحب کی تقریر سے پہلے ہی مقدمہ درج کرنے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ پولیس اور مختلف اہلکار چیچہ وطنی میں مرکز احرار کی مسلسل نگرانی کررہے ہیں اور ہراسمنٹ کا ماحول بھی پیدا کر رکھا ہے۔ مقدمے کے بعد ضلع ساہیوال کے مختلف مکاتبِ فکر اور سیاسی و سماجی رہنماؤں اور سرکردہ شخصیات نے ایک بیانِ حلفی کے ذریعے تھانہ سٹی چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں جناب عبداللطیف خالد چیمہ پر دائر اس مقدمہ نمبر 196/15 بجرم 9-ATA کو سراسر فرضی اور من گھڑت قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ مقدمہ خارج کیا جائے۔ 19؍مئی کو اتحاد بین المسلمین ساہیوال ڈویژن اور امن کمیٹی کے معزز رہنماؤں سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، قاری منظور احمد طاہر، شیخ اعجاز احمد رضا، حاجی احسان الحق فریدی، قاری بشیر احمد رحیمی، قاری عتیق الرحمٰن رحیمی، قاری سعید ابن شہید، مولانا عبدالباسط اور دیگر حضرات نے چیچہ وطنی کا دورہ کیا۔ اور بعد نمازِ عشاء مسجد عثمانیہ کے نمازیوں اور چیچہ وطنی شہر کی انتہائی سرکردہ مذہبی و سیاسی اور سماجی و صحافتی شخصیات کے بیانات و تاثرات حاصل کیے۔ تمام کے تمام حضرات نے بالاتفاق قرار دیا کہ عبداللطیف خالد چیمہ کا بچپن سے تحریکِ ختمِ نبوّت اور مجلس احرارِ اسلام سے تعلق ہے اور گزشتہ چار عشروں سے اتحادِ اُمّت اور تحفظِ ختمِ نبوّت کے لیے پُرامن جدوجہد کررہے ہیں۔ عرصۂ دراز سے تمام مکاتبِ فکر کے مشترکہ پلیٹ فارم متحدہ تحریکِ ختمِ نبوّت رابطہ کمیٹی پاکستان کے مرکزی کنوینر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل کے طور پر عبداللطیف خالد چیمہ تحفظِ ختمِ نبوّت کے مشن پر ملکی اور بین الاقوامی سطح پر سرگرمِ عمل ہیں۔ اُن کی کسی قسم کی فرقہ وارانہ یا خلافِ قانون تنظیم یا سرگرمیوں سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ امن کمیٹی چیچہ وطنی کے دیرینہ رکن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں، 8؍مئی 2015ء کو مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں انھوں نے صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کاتبِ وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت و مناقب اور فضائل بیان کیے کسی قسم کی فرقہ وارانہ اور قابلِ اعتراض گفتگو ہرگز نہیں کی۔ اُن پر دہشت گردی ایکٹ 9-ATA کے تحت تھانہ سٹی چیچہ وطنی میں درج ہونے والا مقدمہ نمبر 196/15 بتاریخ 12-05-2015 ہماری مصدقہ معلومات و شواہد کے مطابق ہرگز درست نہیں ہے۔ پولیس نے بدنیتی کی بنیاد پر یہ مقدمہ درج کیا ہے، جو بربنائے انصاف خارج کیا جانا ضروری ہے۔“

ان حالات میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قادیانی یا قادیانی نواز کوئی ایسی ملک دشمن لابی ضرور ہے جو جھوٹا مقدمہ درج کر کے تحریکِ ختمِ نبوّت کو کمزور کرنا چاہتی ہے، لیکن ہمیں اللہ پر یقین ہے اور عدالتوں پر اعتماد ہے کہ آخر کار کامیابی حق سچ کی ہوگی۔ مزید برآں دارالعلوم ختمِ نبوّت چیچہ وطنی کے صدر مدرس قاری محمد قاسم پر بھی 15؍مئی کو مسجد بلال میں ایمپلی فائر ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا وہ بھی ضمانت پر ہیں۔ ہماری تمام تر جدوجہد آئین و قانون کے دائرے میں ہے اور ہمیں اُمید ہے عدالتیں انصاف فراہم کریں گی۔

مولانا زاہد الراشدی

پرویز رشید کی وضاحت کافی نہیں

وفاقی وزیر اطلاعات جناب پرویز رشید صاحب نے گزشتہ روز سینٹ آف پاکستان میں مولانا عطاء الرحمٰن کی تحریک پر اپنے ان ریمارکس کی وضاحت کی جو اُنھوں نے چند دن قبل آرٹس کونسل کراچی کے ادبی سیمنار سے خطاب کرتے ہوئے دینی مدارس پہ تبصرہ کرتے ہوئے دیے تھے اور جن پر ملک بھر میں احتجاج واضطراب کا سلسلہ جاری ہے۔ پرویز رشید صاحب کا کہنا ہے کہ انھوں نے یہ باتیں اُن مدارس کے بارے میں کہیں تھیں جو دہشت گرد پیدا کرتے ہیں اور علماءِ حق کے بجائے اُنھوں نے نصاب پہ تنقید کی تھی جبکہ وہ علماءِ حق کا احترام کرتے ہیں اور اگر ان باتوں سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو وہ اس پہ معذرت خواہ ہیں۔ وفاقی وزیر اطلاعات کی یہ وضاحت سینٹ آف پاکستان کے ارکان نے قبول کر لی ہو تو ان کی مرضی لیکن فہم ودانش کی دنیا میں اسے قابلِ قبول قرار دینا اتنا آسان نہیں جتنا پرویز رشید نے سمجھ لیا ہے۔ اپنے مؤقف کی وضاحت کے لیے ہم ان کے کراچی والے بیان کا وہ حصہ پورا نقل کر رہے ہیں جس پہ بحث ہو رہی ہے۔ انھوں نے کہا تھا:

’’ہماری نفسیات ہے کہ بچوں کو بھی علم سے محروم رکھو اور بڑوں کو بھی علم سے محروم رکھو۔ اب کتاب تو وجود میں آچکی، سکول وجود میں آچکے۔ جب پاکستان بنتا ہے یہ انگریز کا تحفہ ہے اسے تو بند نہیں کیا جاسکتا، اس سے جان نہیں چھڑائی جاسکتی، پھر اس کا متبادل تلاش کیا گیا کہ کتاب چھپتی رہے لیکن وہ کتاب نہ چھپے جو آپ تحریر کرتے ہیں، وہ فکر عام نہ ہو جس کی شمع آپ جلاتے ہیں، لوگوں کو پڑھنے کے لیے کتاب دی جائے تو کونسی دی جائے؟ موت کا منظر عرف مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ جہالت کا وہ طریقہ جو پنڈت جواہر لال نہرو کو سمجھ نہیں آیا وہ ہمارے حکمرانوں کو سمجھ آ گیا کہ لوگوں کو کیسے جاہل رکھا جاسکتا ہے؟ کہ فکر کے متبادل فکر دو لیکن فکر کے متبادل ’’مردہ فکر‘‘ دے دو۔ پھر منبع جو فکر پھیلاتا ہے کیا ہوسکتا تھا؟ لاؤڈ سپیکر...... لاؤڈ سپیکر بھی اس کے قبضے میں دے دو۔ دن میں ایک دفعہ کے لیے نہیں بلکہ دن میں پانچ دفعہ کے لیے دے دو۔ اب آپ کے پاس اتنے سکول اور یونیورسٹیاں نہیں جتنی ’’جہالت کی یونیورسٹیاں‘‘ ان کے پاس ہیں (تالیاں) اور بیس پچیس لاکھ طالب علم جن کو وہ طالب علم کہتے ہیں۔ آپ کو شکایت ہے کھوڑو صاحب کہ سندھ سے سندھی زبان چھین لی گئی۔ پختون سے پختون کی زبان چھین لی گئی۔ پنجابی سے پنجابی کا ورثہ چھین لیا گیا۔ بلوچستان سے اس کی تہذیب وثقافت چھین لی گئی۔ لیکن مجھے بتایئے یہ جو یونیورسٹیاں ہیں جن کو ہم چندہ دیتے ہیں، عید بقر عید پہ فطرانے اور چندے اور کھالیں بھی دیتے ہیں۔ خود پالتی ہے ہماری سوسائٹی...... یہ جو ’’جہالت کی یونیورسٹیاں‘‘ ہیں۔ پنجابی، سندھی، مہاجر، پٹھان بھائی! ان مسئلوں کا تو کوئی حل نکل سکتا ہے، ان مسئلوں کا حل پاکستان کے آئین میں بھی موجود ہے۔ بدقسمتی یہ کہ چونکہ آئین پہ عمل نہیں ہوتا اس لیے جھگڑا باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن جو فکر انھوں نے دے دی، جو نفرت، تعصب اور تنگ نظری انھوں نے پھیلا دی اور جو روز پھیلاتے ہیں اور جو تقسیم انھوں نے ڈال دی۔ اسکول میں ایک کلاس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو تقسیم کر دیا، ایک فرقے کا نصاب یہ ہوگا کہ زکوٰۃ کیسے دینی ہے اور دوسرے فرقے کا نصاب یہ ہوگا کہ زکوٰۃ کیسے نہیں دینی؟ یہ پڑھایا جائے گا بچوں کو...... ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کو پاکستانی بنانا ہے۔ ہم ان کو

پاکستانی تو نہیں بنا پائیں گے۔ یہ دو چیزیں پڑھا کر۔ یہ حاوی ہوا آپ کی کتاب پر جہالت کا علم۔''

پرویز رشید صاحب سے گزارش ہے کہ وہ وزارت اطلاعات کے وڈیو ریکارڈ میں خود کو یہ خطاب کرتے ہوئے اور بات بات پہ قہقہے لگاتے ہوئے، سامنے بیٹھ کر ایک بار پھر دیکھ اور سُن لیں اور اپنے ضمیر سے دریافت کر لیں کہ کیا اس میں کہیں دہشت گردی یا علماءِ سُو کا ذکر ہے؟ کیا ان کے کسی جملہ میں علماءِ حق کے احترام کا شائبہ بھی پایا جاتا ہے؟ اور کیا دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے علم بالخصوص قرآن وسنت کی ضرورت کا کوئی اشارہ بھی تلاش کیا جا سکتا ہے؟

ان کا سارا فوکس دینی مدارس میں دی جانے والی مجموعی تعلیم پر ہے جسے وہ ''مردہ فکر'' سے تعبیر کر رہے ہیں اور اُنھیں سب سے زیادہ اعتراض اس بات پہ ہے کہ قوم کے بچوں کو موت کا وقت کیوں یاد کرایا جا رہا ہے اور ان کے ذہنوں میں آخرت کا عقیدہ، جنت و دوزخ کے مناظر کیوں راسخ کیے جا رہے ہیں۔ ان کے نزدیک سکول، کالج اور یونیورسٹی میں دی جانے والی تعلیم انگریز کا تحفہ ہے اور وہی زندہ فکر ہے، جسے وہ پاکستانی قوم کے لیے ناگزیر سمجھتے ہیں۔ جبکہ دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے علوم ''مردہ فکر'' ہیں اور ''جہالت'' کا علم ہیں، جس سے قوم کے بچوں کو محفوظ رکھنے کی فکر میں وہ اس قدر بے چین ہیں۔

ہم نے سکول، کالج، یونیورسٹی کی تعلیم سے کبھی انکار نہیں کیا البتہ قرآن وسنت اور اسلامی روایات کے علم کو بھی اسی طرح قوم کے بچوں کے لیے ضروری سمجھتے ہیں اور ان دونوں قومی ضرورتوں کو ایک تعلیمی نظام و نصاب میں یکجا اور ایڈجسٹ کرنے کی آواز ایک عرصہ سے لگا رہے ہیں۔ اس لیے اگر پرویز رشید صاحب کی گفتگو فرقہ وارانہ تعصب، تنگ نظری اور دیگر منفی پہلوؤں پر تنقید کے دائرے میں محدود رہتی اور طنزیہ قہقہوں کے بجائے سنجیدگی کے ساتھ کی گئی ہوتی تو شاید ہم بھی ان کی حمایت کرتے لیکن انھوں نے دینی مدارس کے پورے نظام و نصاب کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد اور اذان جیسے دینی شعائر کو تنقید بلکہ طنز و استہزاء کا نشانہ بنایا ہے۔ اس لیے اسے ہلکے پھلکے انداز میں نہیں لیا جا سکتا۔ عالمی سطح پہ ہمارا یہ مؤقف واضح ہے کہ ناموس رسالت اور دینی شعائر کی توہین اور اس کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کے رویے کو برداشت نہیں کیا جا سکتا اور نہ ایسی کسی بات کو تنقید اور اختلاف کے پردے میں چھپایا جا سکتا ہے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے کسی وزیر کو یہ حق کیسے دیا جا سکتا ہے کہ وہ طنز و تمسخر کے لہجے میں دینی شعائر کا استخفاف کرے؟

ہمیں بحث و مکالمہ سے کبھی انکار نہیں رہا اور نہ ہی ہم نے کبھی سنجیدہ اختلاف اور بامقصد تنقید کی ضرورت و اہمیت کی نفی کی ہے مگر توہین، استہزاء اور تمسخر کو نہ بین الاقوامی ماحول میں قبول کیا ہے اور نہ ہی قومی دائرے میں اس کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ ہم پرویز رشید صاحب کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ جس دستور کے تحت انھوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وفاقی وزیر کی حیثیت سے حلف اٹھا رکھا ہے اور اس کے فوائد و ثمرات اور پروٹوکول سے مسلسل فیض یاب ہو رہے ہیں، اس دستور کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن وسنت کی بالادستی پر ہے اور اس میں یہ ضمانت دی گئی ہے کہ قوم کے بچوں کو قرآن وسنت کی تعلیم سے آراستہ کیا جائے گا۔ اس لیے اگر ان باتوں پہ ان کا یقین نہیں ہے اور وہ انھیں ''جہالت کا علم'' اور ''مردہ فکر'' سمجھتے ہیں تو انھیں از خود رضا کارانہ طور پر اس کی چھتری سے نکل جانا چاہیے اور ''اخلاقی جرأت'' کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اصلی روپ میں قوم کے سامنے آنا چاہیے۔ آخر شعور و آگہی کی نمائندگی کے لیے جہالت کی اوٹ میں کھڑا ہونا، یہ تو دانشمندی نہیں ہے۔

ابوطلحہ عثمان

پرویز رشید کی جہالت...... پرویزی خاندان کی عادت

شیخ سعدی بھی کیا خوب بزرگ ہوئے ہیں ان کی باتیں فطرت کے قوانین معلوم ہوتی ہیں۔ایک موقع پر فرمایا:

نیش عقرب نہ از پے کین است　　مقتضائے طبیعتش اینست

بچھو کو آپ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں۔ وہ تو ڈنک لگانا اس کی فطرت ہے۔فطرت کو آپ دشمنی یا شر پسندی کا الزام نہیں دے سکتے۔

ایک بچھو نے دریا پار اپنی برادری سے ملنے کا سوچا، دریا طغیانی میں تھا۔ اس نے ایک بھینس کو دیکھا جو دریا میں اُتر چکی تھی، شاید اُس کی منزل بھی دریا کے دوسری طرف تھی۔ بچھو نے بھینس کی خوشامد کی کہ خالہ مجھے بھی اگلے کنارے لیتی جاؤ۔ اُس نے کہا مجھے تمھارا وزن محسوس ہی نہ ہوگا، چلو تم پر احسان ہی سہی۔ میری پشت پر آ جاؤ۔ بچھو اپنی عادت سے زیادہ صبر نہ کر پایا، چند منٹ بعد بھینس کو ڈنک لگایا...... بھینس کو ایسے لگا جیسے سوئی کسی نے چبھو دی ہو۔ پوچھا ارے میاں کیا کر رہے ہو؟ بچھو بولا خالہ جی بس یہ میری ایک عادت ہے، میرا مقتضائے طبیعت ہے۔معذرت چاہتا ہوں۔بھینس کو زیادہ تکلیف تو ہوئی نہ تھی...... وہ چلتی رہی۔ چند لمحے بعد وہ گہرے پانی میں چلی گئی۔ بچھو نے پھر ایک ڈنک لگایا۔ پوچھا کیا کر رہے ہو؟ کہا: خالہ جی بس یہ میری ایک عادت ہے آپ کا تو بگڑتا کچھ نہیں۔بھینس پھر صبر کر گئی اور چلتی رہی۔اب وہ بیچ دریا کی انتہائی گہرائی میں پہنچ چکی تھی۔ بچھو نے ایک اور کاٹی کی۔ پوچھا بھانجے کیا کر رہے ہو؟ کہا خالہ جی بس ایک عادت ہے...... مجھے معلوم ہے آپ کو نقصان تو کچھ ہوتا نہیں...... بھینس نے کہا۔تم نے ٹھیک کہا مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا مگر احسان کا بدلہ بھی تو کچھ ہوتا ہے۔بھینس نے گہرے پانی میں ایک ڈبکی لگائی۔ بچھو فی النار والسقر ہو چکا تھا۔ وہ کہتا رہا خالہ جی رحم کرو مگر جواب میں خالہ جی کہتی بس یہ میری عادت ہے...... وَ لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ .اب بچ کے کہاں جاؤ گے۔

شاہ فارس پرویز نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پھاڑ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اس نے اپنا ملک اور اپنی بادشاہی پھاڑ دی، پھر اُس کے بیٹے شیرویہ نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر اُسے جہنم رسید کر دیا...... پرویز ختم ہو گیا تاہم پرویزیت ختم نہیں ہوئی۔ غلام احمد پرویز لاہوری نے حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر انگلی اٹھائی، حدیث کا انکار کیا تو اس کا انجام بخیر نہ ہوا۔سید ہونے کا دعوے دار، پرویز مشرف، نام اور عمل پرویزوں والا۔اُس نے ملّتِ اسلامیہ کے ہزاروں سپوت بشمول دخترِ اسلام عافیہ صدیقی یہود و نصاریٰ کو بیچے۔ جامعہ حفصہ، لال مسجد پر دل کی بھڑاس نکالی مگر اب نہ دن کو سکون ہے، نہ رات کو چین کہ شہید بنات حفصہ کی ارواح راتوں کو آ کر اُسے ڈراتی اور جہنم دکھاتی

رہتی ہیں۔ امارتِ اسلامیہ پر چوّن ہزار بمبار حملے اور لاکھوں مسلمانوں، بچوں، عورتوں کی شہادت کا حساب تو قبرِ حشر آخرت میں ہوگا۔ سابق وزیر اعظم پرویز اشرف وزارتِ عظمیٰ سے سبکدوش ہوا تو ملک کا خزانہ بھی ساتھ ہی خالی کر گیا۔

پنجاب میں بھی ایک پرویز اٹھا تھا ''پرویز الٰہی'' جس نے مذکور سید پرویز کی فرمانبرداری میں اپنی بہنوں بیٹیوں کو سرِ عام دوڑیں لگوائیں اور انعام حاصل کیے تھے۔ وہ بڑے پرویز کی صدارت کو مزید دس سال دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن سب اپنے انجام کو پہنچے۔ اِس وقت وطن عزیز میں زائد از یک درجن پرویز ہیں، سبھی گُل کھلاتے رہتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک پرویز رشید نے جگالی کی ہے کہ ''دینی مدارس جہالت کی یونیورسٹیاں ہیں'' تو یہ کوئی انہونی بات اُس نے نہیں کہی۔ ڈنک مارنا پرویزی خاندان کی عادت ہے۔ جہل ان کی فطرت اور جہالت پہچان ہے۔ عقرب صفت پرویز رشید کی وضاحت بھی ڈنک مارنے کے بعد بچھو کی وضاحت کے مترادف ہے۔ رات کو چمگادڑ ہزاروں میل چکر لگا لے اُسے چشمۂ آفتاب ہرگز نظر نہیں آ سکتا۔ نام بدلنا ضروری ہے ''پرویز'' ایسے منحوس نام کے ساتھ غلام احمد، سید، مشرف، اشرف، الٰہی اور رشید جیسے بابرکت نام شامل کرنا بجائے خود سب سے بڑی جہالت، لاعلمی اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور اگر ہدایت مقدر میں نہیں تو اِن کے منحوس سایوں سے پاک وطن کو محفوظ رکھے (آمین)

حارث ون

HARIS 1

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر

Dawlance

نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان
061 -4573511
0333-6126856

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مولانا محمد صدیق ارکانی

ارکانی و برمی مسلمانوں کی حالت زار

برما کی حکومت نے میرج لاء کے نام سے مسلمانوں کے خلاف ایک قانون منظور کرانے کی تیاری کر لی۔ جو گذشتہ روز پالیمنٹ میں پیش کردیا گیا ہے۔ نئے قانون کی رو سے مسلمانوں کو شادی اور بچوں کی پیدائش کے لیے حکومت سے پیشگی اجازت لینی ہوگی، کوئی مسلمان ایک سے زائد شادی نہیں کر سکے گا اور کسی غیر مسلم خاتون سے شادی کی صورت میں اسلام ترک کرنا ہوگا عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں نے برما (میانمار) حکومت کی جانب سے شادیوں کے حوالے سے نیا قانون پاس کرانے کی اطلاع پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی حکومت کو مذہبی قوانین کے حقوق کا اپنے طور تعین کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ برما حکومت کی جانب سے مختلف مذاہب کے لیے حکومتی سطح پر منظوری کے لیے پیش کیے جانے والے نئے مجوزہ قوانین کی ہر فورم پر مخالفت کی جائیگی۔

ادھر عالمی تجزیاتی فورم ''پولٹیکل بلائنڈ اسپاٹ'' کی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ برما (میانمار) حکومت ہر قیمت پر ایسی پالیساں روا رکھنا چاہتی ہے کہ جن سے روہنگیا مسلمانوں کو ملک سے نکال باہر کیا جائے اور ایسی پالیسی کے تحت بدھ مت کے ماننے والوں کو ہر ضلع اور شہر میں مسلح کیا جارہا ہے دوسری جانب روہنگیا مسلمانوں کو مختلف قوانین کے نام پر مذہبی اور معاشرتی محاذوں پر محدود کیا جارہا ہے جبکہ حکومت نے مسلمانوں کیخلاف سیکورٹی فورسز کو بھی متحرک کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برما حکومت کے ظالمانہ اقدامات پر اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا ادارہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہوگیا ہے کہ روہنگیا دنیا کی سب سے زیادہ ستائی جانے والی قوم ہے۔ واضح رہے کہ ''ڈیموکریٹک وائس آف برما'' کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ برما کے صدر تھاکس سین نے ملک میں تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لیے الگ الگ قوانین لاگو کرنے کی منظوری دے دی ہے اور جلد اس حوالے سے بنایا جانے والا بل پارلیمان سے منظور کرالیا جائے گا۔ نئے مجوزہ قانون کے بارے میں عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں نے کہا ہے کہ یہ بل مذہبی اقلیتوں کے مابین منافرت پیدا کرنے اور خواتین کے حقوق غصب کرنے کا سبب بنے گا اس لیے اس کو مسترد کردیا جائے تو بہتر ہے۔

اسی حوالے سے ٹرکش Weekly جرنل نے اپنی ایک رپورٹ میں برما کے دارالحکومت ینگون میں موجود نمائندے کے حوالے سے بتایا ہے کہ میانمار حکومت نے بودھ بھکشوؤں کی اعلیٰ اتھارٹی کی جانب سے ڈرافٹ کیا جانے والا ایک متنازعہ میرج بل ایوان صدر کو منظوری کے لیے بھیجا ہے۔ جس پر صدر تھاک سین نے دستخط کر کے اس کو منظوری کے لیے پارلیمنٹ کو ارسال کردیا ہے۔ جہاں اس بل پر بحث کے بعد تمام شہریوں کے لیے لاگو کردیا جائے گا۔ اس میرج بل کے حوالے سے حکام کا کہنا ہے کہ اس میں تمام مذاہب کے لوگوں کے لیے الگ الگ قوانین بنائے گئے ہیں جن میں سے سب سے بہتر اور موثر طریقہ کار بودھ بھکشوؤں کو دیا گیا ہے۔ جو کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والی خاتون سے شادی کر سکتے ہیں

اوران پر شادیوں کی تعداد اور بچوں کی پیدائش پر بھی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔یعنی بودھوں کے لیے اپنی آبادی میں اضافے کے لیے کوئی پابندی نہیں ہوگی البتہ بودھ خواتین کسی غیر بودھ سے شادی نہیں کرسکیں گی اوراگر کوئی بودھ خاتون کسی مسلمان، عیسائی یا ہندو مرد سے شادی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اس کی وجوہات بتا کر سرکاری اجازت نامہ لینا ہوگا اور اس اجازت نامہ کو کسی بھی وقت ابتداء میں یا بعد میں کوئی وجہ بتائے بغیر منسوخ بھی کیا جاسکتا ہے نئے مجوزہ شادی قوانین کے حوالے سے مقامی جریدے ''میانمار ٹائمز'' نے بتایا ہے کہ انھیں بودھ مت کے اعلیٰ مذہبی بھکشوؤں کی جماعت ''مباتھا'' نے تیار کیا ہے، جس کے تحت حال ہی میں ایک قومی کانفرنس میں سینکڑوں بودھ بھکشوؤں نے پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ملک میں بودھوں کی کم ہوتی ہوئی آبادی اور روہنگیا مسلمانوں کی آبادی میں روز افزوں اضافے پر تشویش کا اظہار کیا تھا اور نئے قوانین لاگو کرنے کی ضرورت پر زور دیا تھا۔

برمی جریدے کے مطابق نئے قوانین جن کو برما کی فوجی حکومت جلد از جلد لاگو کرنا چاہتی ہے میں بودھ مت کے ماننے والوں کو کہا گیا ہے کہ ان کی شادیوں کے لیے لائسنس یا حکومتی اجازت نامے کی ضرورت نہیں ہے، نئے شادی قوانین میں سب سے زیادہ سخت پابندیاں روہنگیا اور مقامی برمی مسلمانوں پر عائد کی گئی ہیں۔ نئے قوانین کے تحت مسلمان مرد کسی بھی حالت میں کسی بودھ، عیسائی یا اور کسی مذہب کی خاتون سے شادی نہیں کرسکتے۔جبکہ میانمار میں بسنے والے کسی بھی مسلمان مرد یا خاتون کی شادی کے لیے ان کے سرپرستوں یا ان کو خود سرکاری آفس سے تحریری اجازت نامہ لینا پڑے گا سرکار کی جانب سے اجازت حاصل کئے بغیر شادی کرنے پر انھیں قید کرلیا جائے گا اوران کی جائیداد ضبط کرلی جائے گی۔

قوانین میں بتایا گیا ہے کہ اگر روہنگیا مسلمان مرد کسی بودھ خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنا مذہب تبدیل کرنا ہوگا اور اس کام کے لیے اسے اپنا مذہب تبدیل کرنے کا اقرار نامہ انٹرنیٹ اور اخبارات میں بطور اشتہار دینا ہوگا بصورت دیگر بودھ عورت سے شادی کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی، لیکن حیران کن طور پر روہنگیا اور برمی مسلمان خواتین کو بودھ مردوں سے شادی کے لیے ''تبدیلی مذہب'' کی شرط سے آزاد قرار دیا گیا اور محض اخبارات میں اشتہار دینے کا پابند کیا گیا۔''ڈیموکریٹک وائس آف برما'' کا کہنا ہے کہ مجوزہ نئے شادی قوانین میں برمی حکومت کی جانب بالخصوص کچلی ہوئی قوم روہنگیا کو خاص نشانہ بنایا گیا ہے ان پر شادی کے لیے پیشگی اجازت نامہ لینے کے ساتھ اب شادی کے بعد سرکار سے یہ اجازت بھی لینی ہوگی کہ وہ بچہ پیدا کرنا چاہتے ہیں شادی کے بعد انھیں ایک ہی بچہ پیدا کرنے کی اجازت دی جائے گی اوراگر انھوں نے دوسرے بچے کی خواہش کی یا سرکار کو اس بارے میں علم ہوا تو اس جوڑے کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا جائے گا اور دوسال قید کی سزا دی جاسکے گی۔

اس کے علاوہ تمام مسلمان مردوں پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ زندگی میں صرف ایک ہی شادی کرسکیں گے جبکہ اس سے قبل متمول روہنگیا مسلمان ایک سے زائد شادیاں کرتے تھے۔مجوزہ قوانین میں کہا گیا ہے کہ میانمار کے تمام باشندوں پر مذاہب کی تبدیلی کی بھی پابندی ہے اور کسی بھی مذہب میں جانے کے لیے بھی سرکاری اجازت نامہ درکار ہوگا، اجازت

کے بغیر کوئی بھی شخص اپنا مذہب تبدیل نہیں کر سکے گا۔ اناطولیہ نیوز ایجنسی کے ساتھ بات چیت میں میانمار کے کرسچن رہنما Tun Tun Oo نے مجوزہ مذہبی وشادی قوانین کوانسانی حقوق کی خلاف ورزی سے تعبیر کیا ہے کہ آمرانہ حکومت کے مجوزہ قوانین کی ہرفورم پر مزاحمت کی جائے گی۔

برمی جریدے ’’میانمار ٹائمز‘‘ کا اپنی رپورٹ میں کہنا ہے کہ روہنگیا مسلمانوں کے حوالے سے بودھ بھکشوؤں کی قومی تحریک 969-movemient زوروں پر ہے اور روہنگیاؤں کے حوالے سے اب تک اپنائی جانے والی تمام حکومتی پالیسیاں اسی تحریک کے تحت بنائی جارہی ہیں۔ جن کو میانمار حکومت طاقت کے زور پر لاگو کررہی ہے۔

(امت کراچی، ۷؍دسمبر ۲۰۱۴ء)

روزنامہ اسلام کراچی ۴؍دسمبر ۲۰۱۴ء کے مطابق میانمار کی وحشی فوج نے روہنگیا مسلمانوں کے بعد ملک میں مقیم دیگر ۸؍اقلیتی برادریوں کو اپنی غیر انسانی اور وحشیانہ کارروائیوں کا نشانہ بنانا شروع کردیا ہے۔ بدھ مت فوج کے ہاتھوں ملک کے دیہی علاقوں میں رہنے والے باشندوں کے جان ومال اور عزت وناموس محفوظ نہیں رہی برمی فوج کی انسان دشمن کارروائیوں نے اقلیتی برادری کو خوف زدہ کردیا ہے عرب خبر رساں ادارے الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق ویمن از یونین آف میانمار آرگنائزیشن نے بتایا ہے کہ میانمار کی فوج نسلی اقلیتوں کے خلاف امتیازی سلوک روا رکھے ہوئے ہے۔

گذشتہ ۵؍ماہ کے دوران میانمار کے دیہی علاقوں میں رہنے والے نسلی اقلیتوں کی خواتین کے ساتھ فوج کے ہاتھوں زیادتی کا نشانہ بننے والیوں میں کمسن بچیاں بھی ہیں جن کی عمریں ۸؍برس سے کم تھیں زیادتی کے علاوہ اقلیتی مردوں اور بچوں کو بے جا تفتیش کے عمل سے گزارا جاتا ہے اور ہراساں کرنے کے لیے انھیں جسمانی سزائیں دی جاتی ہیں۔ بالخصوص مچھلیوں کے شکار سے وابستہ افراد کو فوج کی جانب سے سخت مظالم کا سامنا ہے، مچھیروں کو چیک پوائنٹس پر روک کر فوجی اہلکار عمدہ قسم کی مچھلیاں ان سے چھین لیتے ہیں راستہ اور مچھلیوں کو بچانے کے دیگر طریقے اپنانے کی صورت میں فوجی اہلکار ساحل تک پہنچ کران مچھیروں کو ڈراتے دھمکاتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں جہاں فوج تعینات ہے وہاں کے اسپتالوں اور تعلیمی اداروں سمیت ہر قسم کے سرکاری مراکز سے اقلیتی برادریوں کو سہولیات دینے کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے بالخصوص زچگی اور خواتین اور بچوں کو لاحق ہونے والے امراض کے علاج معالجے کا استحقاق نہیں دیا جاتا۔ آرگنائزیشن کی بدلنے سربراہ ’’تن تن نیو‘‘ نے بتایا کہ علاج ومعالجہ کی سہولت چھن جانے کے باعث خواتین اور بچوں کی اموات کی شرح میں نمایاں اضافہ دیکھا جارہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جن علاقوں میں زیادہ مظالم دیکھنے میں آرہے ہیں ان میں مکتیلا شہر کے مضافات شان اور کاشین اور متیکینا اور جنوبی ریاست اراکان کے منگڈ وصوبے سرفہرست ہیں۔ ان علاقوں میں فوج کی تعیناتی بدھوں کی غنڈہ تنظیموں کی دہشت گردی روکنے کی غرض سے ہوئی تھی، لیکن فوج نے بدھوں کو روکنے کی بجائے مزید مظالم شروع کردیئے ہیں۔ نسلی امور سے متعلق عالمی تنظیم ایس ای اے او نے بتایا ہے کہ برمی فوج نے ان علاقوں میں انتہا

پسند بدھوں کو عسکری تربیت دینا شروع کردی ہے۔ بڑی تعداد میں میانمار کے بدھ بھکشوؤں کو فوج یہاں لا رہی ہے اور انھیں اسلحے سمیت ہر قسم کی جنگی تربیت دی جارہی ہے۔ تربیت پانے والے بدھوں کا تعلق میانمار کی غنڈہ تنظیم ''میگ'' سے ہے یہ تنظیم میانمار میں بدھوں کے علاوہ تمام اقلیتوں کی وجود کی سخت مخالف ہے۔ گذشتہ دوسال سے میانمار میں روہنگیا مسلمانوں کے خلاف نسلی فسادات کے پیچھے بھی یہی تنظیم کارفرما ہے۔ یہ میانمار پولیس اور فوج کی خصوصی ہتھیار ہے، ویمن آرگنائزیشن کے مطابق برمی فوج کی جانب سے اقلیتوں کو نشانہ بنانا غیر دانستہ اور اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ یہ سب کچھ پورے منظّم طریقے سے ہو رہا ہے۔

رپورٹ کے مطابق میانمار کی مجموعی آبادی ۵رکروڑ ۱۰رلاکھ ہے۔ میانمار میں روہنگیا کے علاوہ حکومت کی جانب سے تسلیم شدہ ۸راقلیتیں آباد ہیں۔

جن میں برمی، شان، اراکان، چھن، کاچھن، مون، کیرن اور روہنگیا شامل ہیں میانمار کے اقلیتی گروپوں میں تعداد کے لحاظ سے برمی اور روہنگیا زیادہ ہیں جبکہ کیرن میانمار کی تیسری بڑی اقلیت ہے، کیرن باشندے میانمار اور تھائی لینڈ کے سرحدی علاقے کے قریب آباد ہیں روہنگیا اور برمیوں کے برعکس کیرن باشندے ۱۹۴۹ء سے میانمار کی مرکزی حکومت کے ساتھ اپنے حقوق کی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں اگرچہ ۱۹۷۶ء میں حکومتی لالچ میں آکر یہ گروپ مزاحمتی تحریک ختم کرنے کا اعلان کرچکا ہے تاہم حکومت کے ساتھ ان کی سرد جنگ اب تک ختم نہیں ہوئی، سرکاری اعداد وشمار کے مطابق مجموعی طور تمام اقلیتی گروپ میانمار کی مجموعی آبادی کا ۳۲رفیصد ہے جبکہ میانمار میں کام کرنے والی انسانی حقوق اور نسلی امور سے متعلق تنظیموں کا کہنا ہے کہ سرکاری اعداد وشمار میں غیر بدھوں کی تعداد کم بتائی جارہی ہے حقیقت میں اقلیتی برادریوں کو بدھوں پر اعدادی برتری حاصل ہے۔ رپورٹ کے مطابق میانمار حکومت نے ملک کے مشرقی، شمالی وجنوبی علاقوں میں رواں برس فوج کی تعداد بڑھادی ہے فوج کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے ہمسایہ ملک انڈونیشیا کی بعض اسلامی تنظیموں کی جانب سے میانمار حکومت کو دی جانی والی دھمکیاں ہیں میانمار حکومت کو خوف لاحق ہے کہ اراکن اور دیگر ملحقہ علاقوں میں مسلمانوں کی جانب سے مزاحمتی کارروائیوں کا مقصد بھی اس سلسلے کی کڑی ہے۔

میانمار انتظامیہ کو خوف ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ اقلیتیں میانمار میں بدھ حکومت کے خلاف کامیابی حاصل کرسکتی ہیں ویمن آرگنائزیشن کا کہنا ہے کہ میانمار میں جمہوری حکومت کے قیام کے ۴رسال گزرنے کے بعد بھی فوج سب کچھ ہے فوجی اہلکاروں کو کوئی روک ٹوک نہیں کوئی عدالت فوج کے خلاف مقدمے لینے اور بات سننے کو تیار نہیں پارلیمنٹ میں ۷۵رفیصد سابق فوجی جرنیل بیٹھے ہوئے ہیں جس کی بدولت اب تک ایسی کوئی قانونی ترمیم نہ ہوسکی جس کی رو سے اختیارات کو کم کرکے سویلین کنٹرول میں لایا جائے۔

بہر حال اس گھمبیر صورتحال میں معروف تنظیم ''جمعیت خالد بن ولید الخیریہ'' عرصۂ دراز سے بنگلہ دیش میں موجود ارکانی مہاجرین اور اندرون برما رفاہی وسماجی خدمات سرانجام دے رہی ہے، چند خدمات وضروریات یہ ہیں۔

☆اراکانی و برمی مسلمانوں کی یہ معروف جماعت عرصہ دراز سے ممتاز علماء کی نگرانی میں خیراتی، رفاہی اور فلاحی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

☆ بنگلہ دیش کے مختلف کیمپوں اور آبادیوں میں مقیم ارکانی مہاجرین کی ہر ممکن مدد کرنا تعلیم و تربیت کے لیے مکاتب و مدارس کا قیام، خیموں اور کمبلوں کا انتظام شادی بیاہ کا انتظام وغیرہ۔

☆ رمضان المبارک کے موقع پر ارکانی مہاجرین اور اندرون ارکان مقیم غربا کے لیے افطاری کا انتظام کرنا اور بقرہ عید کے موقع پر قربانی کے حصے بھیج کر گوشت کا انتظام کرنا۔

☆ علاج و معالجہ کرنا کنواں اور ٹیوب ویل کے توسط سے پانی فراہم کرنا اور دیگر ضروریات زندگی کے سامان مہیا کرنا۔

☆ مختلف النوع رسائل، اخبارات، کتابچے اور کتابیں شائع کر کے ارکانی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو اور برمی حکومت کی اصلی شکل کو دنیا کے سامنے پیش کرنا اور ارکانیوں کی آواز کو چار دانگ عالم تک پہنچانا۔

☆ ارکان برما کی تاریخ اور اکابرین برما کی سوانح عمری اور حالات زندگی کو منظر عام پر لانا۔

☆ تنظیم کے تحت چلنے والے مدارس (معہد الفاروق کاکس بازار۔ مدرسہ خالد بن ولیدؓ کراچی وغیرہ) کے اساتذہ وطلبہ اور عملہ وانتظامیہ وغیرہ کے جملہ اخراجات برداشت کرنا۔

فوری ضروریات: اندرون ارکان میں زخم خوردہ مسلمانوں کا علاج و معالجہ کرنا۔ جلے ہوئے مکانات کی جگہ جھونپڑیوں اور خیموں کا انتظام کرنا۔ بیوہ عورتوں کو سہارا دینا، خاکستر شدہ مساجد و مدارس کو دوبارہ تعمیر کرنے کی کوشش کرنا برمی حکومت کے جیلوں میں مقید مسلم نوجوانوں کو رہائی دلانے کی جدوجہد کرنا، بے سہارا لوگوں کو مالی تعاون فراہم کرنا اور ارکانیوں کے مقدمے کو عالمی عدالت میں لے جانے کی کوشش کرنا وغیرہ۔

ترسیل زر کے لیے: عبدالقدوس (1) اکاؤنٹ نمبر (0147)0010022174270010 الائیڈ بینک کے ایریا برانچ کورنگی ٹاؤن، کراچی۔

(2)Jamiat Khalid Bin Waleed Al-Kharia(Account No 14625-6) Islami Bank Coxes Bazar Branch, Bangladish.

پاکستان میں رابطہ نمبر: 0321-2268094,0336-1258654,03218236500,

بنگلہ دیش میں رابطہ نمبر: 00880-1849939729

مولانا محمد صدیق ارکانی: پوسٹ بکس: 8552 صدر 74400 کراچی، 0324-8085571

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی آخری قسط

وفات سیدنا مروان رضی اللہ عنہ

گزشتہ قسط میں صفحہ نمبر 16 پر ہم نے شاہ معین الدین ندوی کی کتاب تاریخ اسلام سے چند اقتباسات نقل کیے تھے۔ جن میں انھوں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق ''موقع شناس نہ تھے'' ...... ''اپنی ناعاقبت اندیشی سے ایک بہترین موقع کھودیا'' ...... ''انھوں نے ایک فاش غلطی کی'' جیسے نازیبا جملے تحریر کیے ہیں۔ جو کسی بھی صحابی کے متعلق توہین کے زمرے میں آتے ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام اُمّت پر واجب ہے۔ ہم نے بوجھل دل کے ساتھ صرف حوالہ کے لیے انھیں نقل کیا۔ ذیل کے مضمون میں بھی ناقدین سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے بعض جملے بطور حوالہ نقل کیے ہیں۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے ۲ھ تا ۶۵ھ ایک بھرپور زندگی گزاری انھوں نے گمنام یا معاشرہ سے الگ تھلگ رہ کر پہاڑوں یا جنگلوں میں زندگی بسر نہیں کی اور نہ ہی ان کی خانگی، نجی، عوامی، عسکری، علمی اور عملی زندگی پر کوئی دبیز پردہ پڑا ہوا ہے۔ وہ معصوم ہرگز نہیں تھے اور نہ ہی کسی غیر معصوم شخصیت کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اس سے کبھی کوئی خطا سرزد ہی نہیں ہوئی۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا شمار ''رؤیتاً'' صغار صحابہ میں ہوتا ہے جبکہ ''روایتاً'' کبار تابعین میں سے ہیں وہ بایقین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات:

''خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم''

[صحیح بخاری کتاب الرقاق باب مایحذرمن زھرۃ الدنیا والتنا فس فیھا. رقم الحدیث ۶۴۲۹]

[کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب فضائل اصحاب النبیؐ. رقم الحدیث ۳۶۵۱]

[کتاب الشھادات باب لا یشھد علی شھادۃ جور اذا اشھد. رقم الحدیث ۲۶۵۲]

''خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم''

[صحیح بخاری۔ کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب فضائل اصحاب النبیؐ۔ رقم الحدیث ۳۶۵۰]

کے کامل مصداق تھے اور ان کی زندگی پر بہرحال ''خیر'' کا پہلو غالب تھا۔ دشمنانِ اسلام نے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ بلکہ پورے خاندان بنوامیہ کے خلاف اس قدر زوروشور سے پروپیگنڈہ کیا جس سے ہر دور کے کچھ ''علمائے حق'' بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان کی عملی زندگی پر ''اعتراضات'' تو رہے ایک طرف، دشمن نے انھیں وفات کے وقت بھی نہ بخشا۔

ایک بھر پوراور مجاہدانہ زندگی گزارنے کے بعد بالآخر سیدنا مروان رضی اللہ عنہ پر بھی وہ وقت موعود آ ہی گیا جو ''کل نفس ذائقة الموت'' کے کلیہ کے تحت ہر ذی روح پر آنا مقدر ہے اور جس سے کوئی انسان بلکہ کوئی ذی روح بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔

اس بات پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی وفات رمضان ۶۵ ھ میں ہوئی۔ امام ذہبی (م ۷۴۸ ھ) نے ان کی وفات کے متعلق ''من أول رمضان سنة خمس و ستین'' کے الفاظ لکھے ہیں۔ یعنی ان کی وفات یکم رمضان ۶۵ ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ ہو: ''سیر اعلام النبلاء الجذء الثالث'' [ص ۴۷۹]

علامہ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ ھ) لکھتے ہیں کہ:

''ومات فی رمضان سنة خمس وستین وكانت ولایته تسعة أشهر''

[تہذیب التہذیب ص ۲۲۱۔ تحت مروان بن الحکم، الاصابہ الجزء الثالث ص ۴۷۸]

اور مروان رضی اللہ عنہ رمضان ۶۵ ھ میں فوت ہوئے اور ان کی خلافت ۹ ماہ تک رہی۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ:

''مصر اور شام کی از سر نو فتوحات نے اس طاقت ور امیر کا جسم مضمحل کر دیا جو اپنی جوانی کے خوف ناک زخموں ہی سے پوری طرح کبھی شفایاب نہ ہوا تھا۔

اس دراز قامت، چھریرے، جھریوں بھرے، ضعیف العمر امیر کی قسمت میں بھی اس وبائے عظیم کا شکار ہونا لکھا تھا جو مشرقی ممالک میں پھیل رہی تھی۔ ۶۴ ھ میں یہ طاعون عراق سے ملک شام میں بھی پہنچ گیا اور آغاز ہی میں معاویہ ثانی اس کا شکار ہوا جو مروان رضی اللہ عنہ کا ضعیف و نحیف پیش رو تھا۔

اسی طرح ولید بن عتبہ کو بھی جو ان دونوں کا رشتہ دار تھا اور آخر میں اسی وبائی مرض نے بانی سلسلہ مروانیہ، مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما کو ۶۵ ھ/ ۶۸۴ ء میں ہلاک کر دیا۔

[اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ جلد ۲۰/ ص ۴۷۷]

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی خوش بختی کی انتہا ہے کہ انھیں رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں اور ۶۳ سال کی عمر میں شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

عاش سعید او مات شهیدا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ماتعدون الشهید فیکم قالوا یارسول اللّٰہ: من قتل فی سبیل اللّٰہ فهو شهید. قال : ان الشهد آء امتی اذا

لقلیل. قالوا فمن هم یارسول اللّٰہ ؟

قال: من قتل فی سبیل اللّٰہ مهو شهید ومن مات فی سبیل اللّٰہ فهو شهید ومن مات فی الطاعون فهو شهید ومن مات فی البطن فهو شهید والغریق شهید.''

[صحیح مسلم. الجلد الثانی. ص ۱۴۲ . کتاب الا مارة .باب بیان الشهداء]

تم اپنے درمیان شہید کس کوشمار کرتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوشخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارا جائے اس کوشہید سمجھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو میری امت کے شہید بہت کم ہوں گے۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ پھر شہید کون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جواللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جواللہ تعالیٰ کی راہ میں مرگیا وہ بھی شہید ہے۔اور طاعون میں اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والا اور غرق ہونے والا شہید ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں:

''الطاعون شهادة لکل مسلم''　　[صحیح مسلم جلد۲۔ص۱۴۲۔کتاب الامارة باب بیان الشهداء]

طاعون میں مرنا ہرایک مسلمان کے لیے شہادت ہے۔

امام مالک نے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے:

''وما تعدون الشهادة؟ قالو ا القتل فی سبیل اللّٰہ. فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: الشهد آء سبعة سوی القتل فی سبیل اللّٰہ . المطعون شهید والغرق شهید وصاحب ذات الجنب شهید والمبطون شهید والحرق شهید والذی یموت تحت الهدم شهید والمرأة تموت بجمع شهید''

[المؤطا للامام مالک۔کتاب الجنائز باب النهی عن البکاء ص۲۱۶]

تم شہادت کس کوشمار کرتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے جانے والے کوشہید کہتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بلکہ شہداءقتل فی سبیل اللہ کےعلاوہ سات قسم پر ہیں۔

ا: طاعون میں مرنے والاشہید ہے۔۲: پانی میں ڈوبنے والاشہید ہے۔۳: پسلی کے درد میں مرنے والاشہید ہے۔۴: ہیضہ یا اسہال میں مرنے والاشہید ہے۔۵: آگ میں جلنے والاشہید ہے۔۶: کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کرمرنے والاشہید ہے۔۷: جوعورت زچگی کے دوران مرجاتی ہے وہ بھی شہید ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منقولہ ارشادات کے مطابق سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کوشہادت کی موت نصیب ہوئی کیونکہ وہ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سےفوت ہوئے تھے۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی وفات پراب ایک دوسرے زاویہ سے نگاہ ڈالی جاتی ہے۔سیدنا مروان رضی اللہ عنہ

کی وفات کے وقت ان کی عمر کا تعین ان کے سن ولادت سے ہی ممکن ہے۔اس سلسلہ میں اکثر مؤرخین کے نزدیک سیدنا مروان رضی اللہ عنہ ہجرت کے دوسال بعد پیدا ہوئے۔علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ''الاصابہ'' اور ''تهذیب التهذیب'' میں اسی قول (یعنی ولد بعد الهجرة بسنتین) کو ترجیح دی ہے۔

جب سیدنا مروان رضی اللہ عنہ باتفاق مؤرخین ۶۵ھ میں فوت ہوئے اور ہجرت کے دوسال بعد پیدا ہوئے تو اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ان کی عمر وفات کے وقت ۶۳ برس تھی۔

شیعہ مجتہد مفتی جعفر حسین مترجم ومحشی ''نهج البلاغة'' نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے کہ:

لیکن ابھی ۹ مہینے ۱۸ دن ہی حکومت کرتے ہوئے گذرے تھے کہ ۳ رمضان ۶۵ھ میں ۶۳ برس کی عمر میں قضا نے اس طرح آگھیرا...... [نهج البلاغة، ص: ۲۳۲]

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں کہ:

''انتقال کے وقت مروان رضی اللہ عنہ کی عمر ۶۳ سال کی تھی اور مدت خلافت کل ۹ مہینے۔'' [تاریخ اسلام اولین ص ۳۹۹]

مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی نے عمر تو ۶۳ سال بتلائی لیکن مدت خلافت ساڑھے نو مہینے لکھی۔ملاحظہ ہو: [تاریخ اسلام حصہ دوم ص ۸۸/مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی]

اس طرح سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو صرف وفات کے سلسلہ میں تین سعادتیں حاصل ہوگئی ہیں۔

ا: رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں موت۔۲: طاعون کی بیماری میں شہادت کی موت۔۳: اور ۶۳ سال کی عمر میں موت جس سے انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طبعی اتباع نصیب ہوگیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین موت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طبعی اتباع کی خواہش وآرزو کرتے رہے چنانچہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ۶۳ سال کی عمر میں داخل ہوئے تو ان کے دل میں ایک شدید خواہش پیدا ہوئی جسے امام ترمذی نے یوں نقل کیا ہے کہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ میں فرمایا کہ:

''مات رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو ابن ثلاث وستین وابوبکر و عمر وأناابن ثلاث وستین''

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں واقع ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات بھی اسی عمر میں ہوئی اور میری عمر بھی اس وقت ۶۳ سال ہے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''یعنی کیا بعید ہے کہ مجھے بھی یہ طبعی اتباع نصیب ہوجائے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی۔ اس لیے کہ ان کا وصال تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر اس حدیث میں نہیں کیا حالانکہ ان سے بہت خصوصیت تھی اس کی وجہ ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتقال ۸۰ سال سے زیادہ عمر میں ہوا۔

امام ترمذی کی غرض اس روایت کے ذکر کرنے سے پہلی روایت کی تائیداورتقویت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ۶۳ سال کی عمر میں ہوااوراس بارے میں طبعی اتباع حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کو بھی نصیب ہوا۔''

[شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱۴]

اکثر مؤرخین اور ارباب سیر کے قول کے مطابق سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی سن ولادت دو سال بعد از ہجرت اختیار کرنے سے وفات کے وقت ۶۵ ھ میں ان کی عمر ۶۳ برس بنتی ہے تو اس صورت میں سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو وفات میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طبعی اتباع نصیب ہوجاتا ہے۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہوگیا ہے کہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو وفات کے سلسلے میں بھی تین سعادتیں (رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں موت، نبی اکرمؐ، حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے طبعی اتباع کے علاوہ مرض طاعون میں شہادت) حاصل ہوگئیں لیکن ناقدین سیدنا مروان رضی اللہ عنہ یہ سعادتیں کیونکر برداشت کرسکتے تھے اس لیے انھوں نے ایک دوسری داستان وضع کرکے ان کے واقعہ موت کو بھی ہدف تنقید بنا ڈالا۔

چنانچہ حافظ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ ھ) لکھتے ہیں کہ:

''وھو معدود فی من قتله النساء''　　　[الاستیعاب الجزء الثالث ص ۴۲۸]

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھیں عورتوں نے قتل کیا ہے۔ امام ذہبی (م ۷۴۸ ھ) نے اس واقعہ کو ''مات خنقا'' سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی ان کی موت گلا گھونٹنے یا دم گھٹنے سے واقع ہوئی۔ ملاحظہ ہو:

[سیر اعلام النبلاء الجزء الثالث ص ۴۷۸]

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں کہ:

''عام خیال یہ ہے کہ اس کی بیوی ام خالد نے اسے مار ڈالا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مروان کو سیاسی حالات کی بناء پر مجبور ہوکر خالد بن یزید کو ولی عہد ماننا پڑا تھا لیکن اس کی ولی عہدی اس کی نگاہ میں برابر کھٹکتی تھی۔

چنانچہ خالد کی تذلیل کے لیے اس کی بیوہ ماں سے شادی کرلی اور ایک موقع پر اس (یعنی مروانؓ) نے علانیہ خالد اور اس کی ماں دونوں کے لیے نازیبا کلمات استعمال کیے۔ خالد نے اپنی ماں سے اس کی شکایت کی پھر اس نے زہر

دے کر یا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔''　　　　[تاریخ اسلام اولین ص ۳۹۹]

مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی اس واقعہ میں مزید رنگ بھرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اس (یعنی اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بنانے) کے بعد مروان (رضی اللہ عنہ) نے خالد بن یزید کے اثر وقبولیت کو نقصان پہنچانے کی کوششیں جاری رکھیں اور اس کی تذلیل وتخفیف کے در پے رہا پھر اس پر صبر نہ کر کے اس کے قتل کی تدبیریں کرنے لگا۔ خالد نے اپنی ماں یعنی مروان رضی اللہ عنہ کی بیوی سے شکایت کی کہ مروان رضی اللہ عنہ میرے قتل پر آمادہ ہے۔

ام خالد نے کہا: تم بالکل خاموش رہو۔ میں مروان (یعنی اپنے خاوند) سے پہلے ہی انتقام لے لوں گی۔ چنانچہ اس نے اپنی چار پانچ باندیوں کو آمادہ کیا۔ رات کو مروان محل سرائے میں آکر لیٹ گیا۔ ام خالد کے حکم کے موافق عورتوں نے مروان کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر کہ آواز بھی نہ نکال سکے اور قابو کر کے گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳ر رمضان المبارک ۶۵ ھ کو وقوع پذیر ہوا۔''　[تاریخ اسلام حصہ دوم ص ۸۸ر مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی]

مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی لکھتے ہیں کہ:

''مروان لطفِ حکومت سے لطف اندوز ہونے کے لیے زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا۔ رمضان المبارک ۶۵ ھ ہجری میں یکا یک اس کا انتقال ہو گیا۔ انتقال سے پہلے اس نے خالد بن یزید اور عمرو بن سعید کو ولی عہدی سے خارج کر کے اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو یکے بعد دیگرے ولی عہد قرار دے دیا تھا اور لوگوں کی نظروں سے گرانے کے لیے اس نے خالد کی ماں سے نکاح بھی کر لیا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خالد بن یزید کو ولی عہدی سے خارج کرنے کے بعد ایک دن بھرے دربار میں مروان نے اس کی توہین کی تھی۔ خالد نے اس کا ذکر اپنی ماں سے کیا۔ ماں نے مروان کو سوتے ہوئے گلا گھونٹ کر مار دیا۔''

[تاریخ ملت، جلد: اوّل، ص: ۳۸۳۔ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی]

شیعہ مجتہد مفتی جعفر حسین شارح ''نهج البلاغة'' لکھتے ہیں کہ:

''لیکن ابھی نو مہینے اٹھارہ دن ہی حکومت کرتے ہوئے گذرے تھے کہ ۳ر رمضان ۶۵ ھ میں ۶۳ برس کی عمر میں قضا نے اس طرح آگھیرا کہ اس کی بیوی اس کے منہ پر تکیہ رکھ کر بیٹھ گئی اور اس وقت تک الگ نہ ہوئی جب تک اس نے دم نہ توڑ دیا۔''　　[نهج البلاغتہ ص ۲۳۲۔ مطبوعہ امامیہ پبلی کیشنز لاہور]

ممتاز عالم دین مولانا سید نا احمد رضا بجنوری فاضل دیو بند اس قتل کی ایک عجیب توجیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''۶۴ ھ میں مروان کو بھی ۹ ماہ کے لیے حکومت مل گئی تھی اور اس کی موت اس کی بیوی کے ذریعے ہوئی تھی جس نے اس کو ایک بے ہودہ حرکت کی وجہ سے سونے کی حالت میں گلا دبا کر قتل کر دیا تھا اور اس کا بیٹا بدلہ بھی نہ لے سکا اس بدنامی سے ڈر کر کہ لوگ کہیں گے کہ مروان ایسا بڑا بادشاہ ایک عورت کے ہاتھوں مارا گیا۔''

[انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری جلد ۱۷ ص ۱۹۴ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان]

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے وفات کے متعلق بعض علمائے اہل سنت اور اہل تشیع کا مؤقف تقریباً یکساں ہے۔ کیا اس طرح کی ''تحقیق و تفتیش'' اور ''قیل و یقال'' کے صیغوں سے بیان کردہ گواہی کی بناء پر کسی کی طرف قتل جیسے فعل کی نسبت کی جا سکتی ہے؟ پھر بھلا اس میں مقتول کا کیا قصور ہے؟

بہر حال اس کہانی کے اعتبار سے بھی سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی موت پر ''شہادت'' کا اطلاق صحیح ہو جاتا ہے۔

سب سے زیادہ حیرت تو عالمی تبلیغی جماعت کے ہر دل عزیز اور مقبول بین الاقوامی رہنما مولانا طارق جمیل پر ہوتی ہے کہ جب سے کرکٹ کے چند ''سٹارز'' نے جماعت میں شمولیت اختیار کی تو موصوف نے بھی بنو امیہ کی عداوت میں ''آفریدی'' سٹائل میں ''فرنٹ فٹ'' پر کھیلنا شروع کر دیا چنانچہ موصوف رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ کے آخری عشرے میں کروڑوں مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق رطب و یابس اور سبائی روایات کی بناء پر پاکستان ٹیلی ویژن سے براہ راست ان کی توہین کا ارتکاب کر بیٹھے۔ حالانکہ ان کا جس جماعت کے ساتھ طویل عرصہ سے تعلق چلا آ رہا ہے اس کے نصاب میں باقاعدہ طور پر ''اکرام مسلم'' کا نمبر شامل ہے صد افسوس کہ مولانا طارق جمیل صاحب جن کے ہاں سبائیوں، ملحدوں، کھلاڑیوں، گلوکاروں اور فلمی اداکاروں کے لیے بھی بے حد احترام و اکرام کا جذبہ پایا جاتا ہے مگر انھوں نے ''خیر القرون'' کی ایک ممتاز دینی و سیاسی شخصیت، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو کروڑوں سامعین و ناظرین کے سامنے وفات کے وقت بھی نہ بخشا اور اصل واقعہ کو مسخ کرنے کی پوری کوشش کی اور کہا کہ مرنے کے بعد اس کی شکل تبدیل ہو گئی تھی اور قبلہ سے ہٹ گئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے علاوہ موصوف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی گاہ بگاہ ''نوازشات'' کرتے رہتے ہیں۔ بہر حال سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی وفات سے متعلق ''قیل و یقال'' کے الفاظ سے جو من گھڑت قصہ مؤرخین اور بعض علمائے اہل سنت نے نقل کیا ہے وہ از اول تا آخر ''تناقضات'' سے پُر ہے۔ اس قصہ پر سطحی نظر ڈالنے سے بھی یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ بوڑھی سبائی عورتوں نے چھوٹے بچوں کو سونے سے پہلے قصے اور کہانیاں سنانے کی عادت کے تحت اس کو گھڑا ہے جسے ''مروان رضی اللہ عنہ دشمنی'' میں مخصوص علماء و مؤرخین نے بیان کرنا اور نقل کرنا شروع کر دیا جو بالکل لغو، بے بنیاد اور خلافِ حقیقت ہے۔

سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کی موت طبعی تھی یا طاعون کے سبب ہوئی، بیوی منہ پر تکیہ رکھ کر سانس نکلنے تک بیٹھی رہی یا منہ میں کپڑا ٹھونس کر چار پانچ باندیوں کے بوجھ سے یہ مقصد حاصل کیا گیا، ان کا گلا گھونٹا گیا یا زہر دے کر انھیں مارا گیا۔

کیا اس قتل کا سبب خالد بن یزید کو بھرے دربار میں گالی دینا تھا؟ کیا خالد کی ماں سے خالد کی تذلیل کے لیے نکاح کیا گیا تھا؟ کیا تذلیل کا بدلہ لینے کے لیے کوئی شریف خاتون اپنے خاوند کا چراغِ حیات گل کر سکتی ہے؟ کیا مستقبل میں عبدالملک یا عبدالعزیز کو ولی عہدی کے مسئلے میں خالد سے کوئی خطرہ تھا جسے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ قتل کرا کے اپنے بیٹوں کا راستہ صاف کرانا چاہتے تھے؟

روایات کا یہ ’’تناقض‘‘ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اصل حقیقت کسی کو معلوم نہیں اور جن روایات میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ بیوی نے خود یا بعض لونڈیوں کے ذریعے سے قتل کرایا تھا۔ یہ روایات سنداً و متناً، روایتاً و درایتاً دیوار پر مار دینے کے قابل ہیں۔ یہ بیوی (ام خالد بنت ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف) قریش کے ایک معزز خاندان کی ایک معزز خاتون تھی جبکہ شوہر بھی اس کا قریبی رشتہ دار ایک صحابی، ایک مدبر سیاست دان، عالم و فاضل اور خلیفہ وقت بھی تھا۔

پھر یہ بیوی کوئی عام خاتون بھی نہ تھی بلکہ خلیفہ وقت کی بیوی اور اس کے پیش رو خلیفہ معاویہ ثانی کی ماں تھی جو باتفاق مؤرخین درعہد شباب ہی متقی و پارسا تھا۔ ایسا گھٹیا کام شریف زادیوں کو زیب نہیں دیتا۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر بالفرض ام خالد نے ایسا گھٹیا کام کر ہی دیا تھا تو پھر خلیفہ وقت جیسی ہائی پروفائل شخصیت کے قتل ہو جانے کے بعد خاندان میں اس کے اثرات کیوں رونما نہ ہوئے؟ سخت تعجب ہے کہ اس اہم واقعہ کے رونما ہو جانے کے بعد بھی خاندان میں نہ کوئی اختلاف پیدا ہوا اور نہ ہی کسی کونے سے قصاص کے مطالبے کی کوئی آواز اٹھی۔ پھر اس تعجب میں مزید اضافہ اس وقت ہوتا ہے جب مقتول خلیفہ کے بعد بلا اختلاف اور بلا شرکت غیرے زمام خلافت بھی اس کے صلبی بیٹے عبدالملک کے ہاتھ میں آ گئی تھی، مگر اس کے باوجود اس نے کوئی ’’قصاص‘‘ نہیں لیا جبکہ اس کے ہاتھ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ نے بھی بیعت کر لی تھی۔ اس قصہ کے جھوٹا اور باطل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جس خالد بن یزید کی ’’بے عزتی‘‘ کا بدلہ لینے کے لیے سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تھا اس کا مقام و مرتبہ اور عزت و احترام خلیفہ عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ کے ہاں برقرار رہا۔ پھر اگر اس کہانی میں ذرہ برابر بھی صداقت ہوتی تو بات صرف قتل مروان رضی اللہ عنہ پر ہی ختم نہ ہو جاتی بلکہ جس مقصد کو بروئے کار لانے کے لیے یہ اقدام اٹھایا گیا تھا اسے بھی ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاتا اور عبدالملک کے بجائے خالد بن یزید تاج دارِ خلافت ہوتا۔

علاوہ ازیں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی اس ’’ایشو‘‘ کو خلافتِ دمشق کے خلاف بطورِ ہتھیار استعمال کرتے۔

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

کیا افضلیت کی بنیاد اَقربیت ہے؟

نبی آخر الزماں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتویں پشت جناب مُرَّہ بن کعب پر ان کے ہم جدّ ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح عشرہ مبشرہ کے فردِ فرید، زندہ شہید طلحہ الخیر رضی اللہ عنہ بھی اسی ساتویں پشت ہم جدّ نبی ہوتے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ دونوں کا تعلق بنی عدی کے ساتھ ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں پشت جناب کعب بن لُوئی میں، جبکہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سگے ماموں) اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ دونوں کا نسب بنی زہرہ سے مل کر نبی پاک علیہ السلام کی چھٹی پشت جناب کلاب پر ان سے جاملتا ہے۔ حواریٔ نبی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ باپ کی طرف سے پانچویں پشت جناب قصی بن کلاب پر اور والدہ محترمہ عمۃ النبی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کی طرف سے جد۔ انھیں حضرت عبدالمطلب کے بیٹے ابوطالب پر سیدنا علی چچا زاد ہیں اور حضرت ام الحکیم البیضاء عمۃ النبی علیہ السلام پر حضرت عثمان پھوپھی زاد بنتے ہیں۔ سیدہ ام الحکیم البیضا کی بیٹی سیدہ اروی رضی اللہ عنہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی زاد ہیں۔ اس طرح حضرت عثمان غنی نبی وعلی کے بھانجے ہوتے ہیں۔ عشرہ مبشرہ کے یہ دونوں حضرات جد النبی جناب عبدالمطلب میں ہم جد ہوجاتے ہیں۔ جناب عبدمناف کے چار بیٹوں عبدشمس، ہاشم، نوفل اور مطلب سے چار خاندان ہوگئے۔ پہلے شہید بدر حضرت عبیدہ بن رضی اللہ عنہ بن حارث بن مطلب مطلبی ہیں۔ یعنی جد النبی عبدالمطلب کے چچازاد بھائی حارث بن مطلب کے بیٹے حضرت معاویہ بن رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان، عبشمی اموی ہیں یعنی امیہ بن عبدشمس کے پوتے۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ حرب کے بیٹے ہیں۔ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ بھی عبشمی ہیں۔ یعنی عبدشمس بن عبدمناف کے پوتے جنھوں نے طائف میں اپنے باغ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی طائف مظلوماً واپسی پر اپنے غلام عدّاس کے ہاتھ انگور پیش کیے تھے مگر اس میزبانی کے باوجود ان دونوں قریشی عبشمی سرداروں کا مقدر کھوٹا رہا، کلمہ نصیب نہ ہوسکا۔ دوسری طرف ان کے غلام عدّاس رضی اللہ عنہ کو اسلام کی سعادت مل گئی۔ یہ دونوں عبشمی سردار غزوہ بدر میں جس میں مشرکین مکہ کی کمان عتبہ بن ربیعہ کے ہاتھ میں تھی، یہ دونوں بحالت کفر مارے گئے تھے۔ سیدنا ابوحذیفہ بن عتبہ داخل اسلام ہوکر غزوہ بدر میں نبوی کیمپ میں موجود تھے۔ عتبہ ان کے سگے باپ اور شیبہ سگے چچا تھے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کو غمزدہ دیکھ کر تعزیت کے طور پر پوچھا تو عرض کیا: یارسول اللہ مجھے اس پر افسوس

ہے کہ میرا باپ دانا آدمی تھا، کاش اسے اسلام نصیب ہو جاتا۔ ان سب قریبی رشتہ داروں کے بعد عشرہ مبشرہ کے فردِ عظیم سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جو ''امین الامت'' کے لقب سے ملقب ہیں وہ قریشی تو ہیں مگر ان سب سے آخری یعنی فہر القریش کے بیٹے حارث کی اولاد میں سے ہیں، یہی جناب فہر القریش اجدادِ نبوت میں سے گیارھویں پشت پر ہیں۔ خلیفۂ بلافصلِ رسول سیدنا ابوبکر بن ابی قحافہ ساتویں اور فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہم) آٹھویں پشت پر یکجا ہیں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب قریب ترین ہم جد رسول ﷺ ہیں۔ اس کے باوجود علماء وصلحاء اُمّت اور اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق حضرت ابوبکر کو اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ مانا ہے۔ دوسرے نمبر پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اور پھر عثمان و علی رضی اللہ عنہما کو...... اگر اقربیت وجہِ افضلیت ہوتی تو یقیناً عثمان و علی رضی اللہ عنہما پہلے ہوتے بلکہ ان سے بھی پہلے ہوتے، بلکہ ان سے پہلے حضرت حمزہ عم الرسول (ﷺ) ہوتے، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب۔ جبکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء بھی ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خالہ زاد بھائی اور رضاعی بھائی بھی ہیں۔ مگر افضل الصحابہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تسلیم کیا گیا۔ دوسری جانب ولادتِ رسول پر خوشیاں منانے والے سگے چچا ابولہب بن عبدالمطلب کا نصیب ''نَاراً ذَاتَ لَهَبٍ'' اور اس کی بیوی حَمَّالَةَ الْحَطَبِ بن گئی۔ معلوم ہوا محض اَقربیت افضلیت کی بنیاد نہیں یہ دو الگ چیزیں ہیں۔ بنیاد اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ہے، البتہ یہ دونوں یکجا ہو جائیں تو اعزاز بڑھ جاتا ہے۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکمِ قرآنی سناتے رہے: ''قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی'' مفہوم یہ ہے کہ اتنا تو سوچو میں تمہارا قریبی رشتہ دار ہوں، میں تمہاری دنیا اور آخرت کی بھلائی ہی چاہتا ہوں، میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ بقول سید نورالحسن بخاری رحمتہ اللہ: ''قریشی سردار ہونا کوئی اعزاز نہیں، اعزاز مطلوب ہے تو صحابی بن جاؤ۔'' اگرچہ اصحابِ رسول میں سے قریشی صحابہ خصوصاً عشرہ مبشرہ معزز ترین ہو گئے مگر بلال حبشی، صہیب رومی، سلمان فارسی رضی اللہ عنہم بھی پیچھے نہ رہے، اُن کی عزت میں کمی نہیں آئی۔ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی، سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو جنت کے اعلیٰ درجے مل گئے۔

انحراف

ذلہ خواران حکومت برطانیہ، انگریز کے خود کاشتہ پودے، جماعت ضالہ، مرتدہ، قادیانیہ (احمدیت) کے زندقے اور گمراہی کی سواصدی پر مشتمل تاریخ۔ ضلالت، اسلام دشمنی، ملک وملت سے غداری کی سیاہ داستان 24 حصوں پر مشتمل ایک خوبصورت دستاویزی فلم کی شکل میں تیار ہو چکی ہے۔

صدائے احرار: بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان۔ فون: 0300-8020384

ادارہ

روزوں کے اہم ترین مسائل

نیت کے مسائل:

زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں۔ بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہوگیا کہ آج میرا روزہ ہے اور پھر دن بھر نہ کچھ کھایا پیا اور نہ ہی صحبت کی تو روزہ ہوگیا۔ اگر زبان سے نیت کرے تو بہتر ہے کہ میں کل روزہ رکھوں گا خواہ عربی میں کرے یا اردو میں۔

نیت وارادہ کے بغیر اگر دن بھر بھوکا، پیاسا رہا کہ کھانے پینے کا خیال ہی نہ آیا یا پھر خواہش ہی نہ ہوئی، تو روزہ نہ ہوگا۔ رمضان کے روزے کی نیت رات سے کر لینا بہتر ہے اور رات کو نہ کی تو دن کو زوال سے ایک گھنٹہ پہلے تک کرسکتا ہے بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

- رمضان میں فرض روزے کے علاوہ کوئی اور روزہ رکھا تو بھی اسی رمضان کا فرض روزہ ہی ادا ہوگا۔

سحری کے مسائل:

- سحری کھانا مستحب ہے اگر بھوک نہ ہو تب بھی تھوڑا بہت چکھ لینا چاہیے تاکہ سحری کا ثواب مل جائے۔
- سحری حتی الامکان آخری وقت میں کھانی چاہیے۔ سحری کھاتے ہوئے وقت ختم ہوجائے یا اذان شروع ہوجائے تو کھانا بند کردینا چاہیے، اذان کے آخر تک کھاتے رہنا یا برتن صاف کرنا غلط ہے اس سے روزہ نہ ہوگا۔
- سحری نہ کھا سکنے کی وجہ سے روزہ چھوڑ دینا کم ہمتی کی بات ہے اس سے گناہ ہوتا ہے۔

افطار کے مسائل:

- کھجور یا میٹھی چیز سے روزہ افطار کرنا چاہیے، اگر دونوں نہ ہوں تو پانی سے افطار کیا جائے۔ نمک سے افطاری کو ثواب سمجھنا غلط ہے۔
- سحری کو محلے میں آخری اذان دینے والے کے ساتھ رکھنا اور افطاری میں جو بھی پہلے اذان دے، فوراً افطار کر لینا درست نہیں بلکہ سحری وافطاری کو اوقات کا پابند رکھنا چاہیے، گھڑیوں کو معیاری وقت کے مطابق رکھنا چاہیے اور ایک آدھ منٹ کی احتیاط برت لینی چاہیے تاکہ شبہ پیدا نہ ہو۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

- کان وناک میں دوا ڈالنا۔
- قصداً منہ بھر کر قے کرنا۔
- انزال ہوجانا۔
- کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔
- رات سمجھ کر صبح کے بعد سحری کھانا۔
- کوئی ایسی چیز نگل لینا جو عام طور سے کھائی نہیں جاتی مثلاً لکڑی، کچا گیہوں وغیرہ۔
- دن باقی تھا مگر غلطی سے یہ سمجھ کر آفتاب غروب ہوگیا ہے روزہ افطار کرنا۔

ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

روزہ ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا معیار:

اگر کوئی شے جسم کے کسی جوف میں قدرتی یا مصنوعی مخرق وراستہ (Opening) سے جان بوجھ کر یا غلطی سے داخل کی جائے مسام سے نہیں اور اس جوف میں ٹھہر جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے الّا یہ کہ کہیں ضرورت اور مجبوری کا تقاضا ہو کہ روزے کے ٹوٹنے کا حکم نہ لگایا جائے۔

متفرق مسائل:

- رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ کسی نے رمضان میں روزے کی نیت ہی نہیں کی اس لیے کھاتا پیتا رہا اس پر کفارہ واجب نہیں۔ کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے روزہ رکھ لینے کے بعد اس کو توڑ دے۔
- اگر کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے کچھ کھائے نہ پیئے نہ یہ ظاہر کرے کہ میرا آج روزہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اگر ظاہر کر دے گا تو دوہرا گناہ ہوگا۔ ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا۔
- جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم کرے اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر روزہ رکھائے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھائے۔

روزہ کی حالت میں حقہ سگریٹ پینے سے کفارہ اور قضا دونوں واجب ہوں گے۔ اسی طرح لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ اگر سرمہ لگایا یا خون نکلوایا یا تیل ڈالا پھر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

لیکن اگر ان چیزوں کے کرنے میں ڈر ہو کہ کہیں روزہ ٹوٹنے تک نوبت نہ پہنچ جائے تو ان کو کرنا روزہ کے لیے مکروہ ہوگا۔

اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے جماع کر لے تو اس کا روزہ نہیں گیا۔ اگر چہ پیٹ بھر کر کھائے۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی ہے تو روزہ یاد دلانا واجب ہے یاد نہ دلانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر کوئی کمزور ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائے، کھانے دے۔

حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دھواں آپ ہی آپ چلا گیا یا گرد وغبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا۔ البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا چھالیہ کا ٹکڑا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے دانتوں سے نکال کر کھا گیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے

کے برابر یا اس سے زیادہ ہےتو جاتا رہا۔البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا اس کے بعد نگل گیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو۔دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور قضا واجب ہوگی کفارہ نہ ہوگا۔

اگر پان کھا کر خوب کلی،غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں،روزہ ہو گیا۔روزے میں تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔

ناک کو اس زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا،اسی طرح منہ کی رال سڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔اسی طرح بلغم کو بھی نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ہاں اگر کسی عورت کا شوہر بڑا بدمزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ سالن میں نمک مرچ درست نہ ہو تو ناک میں دم کر دے گا،اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ تنزیہی ہے۔البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

روزہ دار نے دوا چکھی اور اس کا مزہ اپنے حلق میں پایا لیکن دوا حلق میں نہیں گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔انجائنا (دل کی طرف دوران خون کم ہو جانے) کے مریض اگر روزہ کی حالت میں (Angised) گولی زبان کے نیچے رکھ لیں اور اس کا خیال رکھیں کہ لعاب حلق کے نیچے اترنے پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس کے جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔لہٰذا احتیاط بہتر ہے۔

منہ میں دوا لگانا شدید ضرورت کے وقت جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ تنزیہی ہے۔اگر دوا پیٹ کے اندر چلی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا اور منجن یا پیسٹ سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی۔اگر نیم کا مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔مسواک کا کوئی ریشہ اتفاق سے سانس کے ساتھ اندر چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا،دن کو نہایا تب بھی روزہ ہو گیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں جاتا البتہ اس کا گناہ الگ ہوگا۔کسی بھی قسم کا ٹیکہ خواہ عضلاتی یا وریدی ہو لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔یہاں تک کہ اگر کسی طبی ضرورت سے گلوکوز کی بوتل بھی چڑھائی جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا محض روزہ کی مشقت کم کرنے کے لیے Drip یعنی گلوکوز کی بوتل لگانا مکروہ ہے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اسی طرح خون چڑھانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔فصد کھلوانے (Venesection) اور کسی مریض کے لیے خون دینے (Blood Donation) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر آنسو یا پسینے کا ایک آدھ قطرہ منہ میں خود بخود چلا گیا اور نمکینی محسوس ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن اگر اتنی زیادہ مقدار میں آنسو یا پسینہ منہ میں گیا کہ پورے منہ میں نمکینی محسوس ہوئی اور پھر اس کو نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

دن کو سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے۔ اس سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا، نہ مکروہ ہوا۔ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ دوا کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔

آپ ہی آپ قے ہوگئی خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ یعنی منہ بھر کر ہوئی ہو پھر خواہ وہ منہ سے باہر نکل آئی ہو یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کئی مجالس میں تھوڑی تھوڑی قے اپنے اختیار سے کی ہو یا ایک دفعہ صبح کو پھر دوپہر کو پھر شام کو قے کی ہو کہ اگر اس کو جمع کیا جائے تو منہ بھر ہونے کی مقدار کو پہنچ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سانس کے ذریعے آکسیجن لینے سے روزہ ٹیں ٹوٹتا۔

نہاتے ہوئے اگر پانی کان میں خود بخود چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ اپنے اختیار سے باہر ہے۔

سر کے زخم میں دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہاں سے دوا کسی جوف میں داخل نہیں ہوتی۔ پیٹ کا زخم اگر معدہ یا آنت میں نہ کھل رہا ہو تو اس میں دوا لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر تل یا اس کے برابر کی کوئی چیز اٹھا کر منہ میں ڈال لی اور اس کو منہ میں خوب چباتا رہا یہاں تک کہ اس کا کچھ پتہ نہیں رہا اور حلق میں مزہ محسوس نہ ہوا تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ **(بشکریہ: ماہنامہ دارالتقویٰ، جون ۲۰۱۴ء)**

☆ ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد و عورت پر فرض ہے کہ رمضان المبارک کا خود روزہ رکھے اور اپنے متعلقین کو روزہ رکھنے کی تلقین کرے۔ چھوٹے بڑے گناہوں سے پرہیز کرے اور نماز باجماعت اور تراویح، تلاوت قرآن، درود شریف اور استغفار و توبہ کو وظیفہ بنائے۔ ☆ پندرہ برس سے کم عمر لڑکا' اگر اس میں بلوغت کی دوسری علامت موجود نہ ہو' تراویح میں بھی امام نہیں بن سکتا۔ ☆ تراویح میں قرآن پاک سنانے والے کو اجرت دینا جائز نہیں ایسے حافظ کے پیچھے قرآن سننے سے چھوٹی سورتوں کے ساتھ تراویح پڑھنا افضل ہے۔ ☆ ڈاڑھی منڈوانے اور شرعی مقدار سے کم رکھنے والے کے پیچھے نماز اور تراویح مکروہ تحریمی ہے۔ ☆ تراویح بیس رکعت سنت ہیں۔ دو دو ایک نیت سے پڑھنا مستحب ہے۔ ☆ بلاضرورت کوئی چیز چبانا، نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا، ٹوتھ پیسٹ یا منجن یا کوئلہ سے دانت صاف کرنا روزہ میں مکروہ ہے۔ ☆ تمام دن حالت جنابت میں بغیر غسل کیے رہنا، فصد کرانا، کسی مریض کے لیے اپنا خون دینا اگر کمزوری سے روزہ ٹوٹنے کا ڈر ہو تو مکروہ ہے۔ غیبت ہر حال میں حرام ہے، روزہ میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔ روزہ میں لڑنا جھگڑنا، گالی دینا خواہ انسان ہو یا کسی بے جان کو یا جاندار کو ان سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ ☆ قے اگر منہ بھر کر بھی آئے اور باہر نکل جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ☆ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا سنت متواترہ ہے۔ جان بوجھ کر ننگے سر نماز پڑھنا اور اسے سنت قرار دینا گناہ ہے۔ ☆ صدقۂ فطر ہر صاحبِ نصاب پر اپنا اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ ☆ صاحبِ حیثیت فی کس ساڑھے تین کلو کشمش یا جَو یا کھجور کی قیمت بھی ادا کر سکتے ہیں۔

❄......❄......❄

مولانا اعجاز صمدانی

نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ

(الف) وہ اثاثے جن پر زکوٰۃ واجب ہے:

(۱) سونا (خواہ کسی شکل میں ہو)---------------------------------------مثلاً اس کی قیمت:- 50,000/-

(۲) چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو)---------------------------------------//----------- 10,000/-

(۳) مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال، مکان، زمین [1] ------------------ 300,000/-

(۴) بینک میں جمع شدہ رقم-- 100,000/-

(۵) اپنے پاس موجود نقد رقم--- 100,000/-

(۶) ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو)
خواہ نقد رقم کی صورت میں دی ہو یا مالِ تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوئی ہو------------- 50,000/-

(۷) غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے)--- 10,000/-

(۸) کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں۔
ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلیو)-- 50,000/-

(۹) جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے، ان میں کمپنی کے ناقابل زکوٰۃ اثاثے (Operating Assets) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جا سکتا ہے۔
(اور بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے)------------------------------ 50,000/-

(۱۰) بچت سرٹیفکیٹ جیسے FEBC, NDFC, NIT (صرف اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی) [2] --- 100,000/-

(۱۱) کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم، سونا، چاندی، مال تجارت------------------------- 10,000/-

(۱۲) کمیٹی (بیسی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔ (جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو)---------------------- 10,000/-

---

(۱) اگر بیچنے کی نیت نہ ہو بلکہ کرایہ پر دے کر کمانے کی نیت ہو یا ویسے ہی سرمایہ محفوظ کرنے کے لیے کوئی جائیداد خریدی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۲) اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خریدنا جائز نہیں۔

(۱۳)	خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لیے خرید ا گیا	200,000/-
(۱۴)	تیار شدہ مال کا اسٹاک	20,000/-
(۱۵)	کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ (قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع)	50,000/-
	کل مالِ زکوٰۃ کی مالیت رقم کی شکل میں	11,10,000/-

(ب) جو رقم منہا کی جائے گی:

(۱)	واجب الاداء قرضہ(۱)	مثلاً	10,000/-
(۲)	کمیٹی (بیسی) کے بقایا جات۔ (اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو)	//	100,000/-
(۳)	یوٹیلیٹی بلز جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہوں	//	10,000/-
(۴)	پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں	//	100,000/-
(۵)	ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں		100,000/-
(۶)	گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم، اگر ابھی تک ذمہ باقی ہو		10,000/-
(۷)	قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں		10,000/-

وہ کل رقم جو منہا کی جائے گی	3,80,000/-
کل مالِ زکوٰۃ (رقم)	11,10,000/-
وہ رقم جو منہا کی جائے گی	-3,80,000/-
وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے	7,80,000/-
مقدار زکوٰۃ: (قابلِ زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں)	18,250/-

<u>نوٹ:</u> یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے۔ آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ اختیار کریں۔ آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور مذکورہ نمونے کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

(۱) البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوٰۃ اموال خریدے جائیں، منہا نہ ہوں گے۔ (اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص ۹۴)

مفتی عارف محمود قسط:۲

کریڈٹ کارڈ- تعارف اور فقہی جائزہ

قول ثانی: کریڈٹ بمعنی الثقہ (اعتماد): عام ماہرین اقتصادیات کے نزدیک کریڈٹ اس اعتماد کو کہتے ہیں جس کے نتیجے میں کوئی شخص یا مالیاتی ادارہ اسے مستقبل میں ادائیگی کی بنیاد پر ضروریات پوری کرنے کی قدرت دیتا ہے۔(۲۹) الائتمان ''الأمان'' اور ''الأمانة'' سے باب افتعال کا مصدر ہے، جب کہ الأمان، سچائی، اطمینان، عہد، طرف داری کو کہتے ہیں، اور مامون بہ (جس کے ذریعے دوسرے کو امن والا بنایا جاتا ہے) وہ اعتماد ہے۔(۳۰) ماہرین اقتصادیات کے نزدیک ائتمان کی تعریف یہ ہے کہ ''موجودہ قیمت (یعنی اشیاء سامان وغیرہ) کا تبادلہ کرنا اس کے برابر قیمت مؤجلہ کے وعدے کے مقابلے میں اور غالباً یہ قیمت نقد میں ہوتی ہے۔(۳۱) جب کہ بینک کی اصطلاح میں ایسے عقد کو کہتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ کسی شخص کو ایک معین مبلغ کا اعتماد جاری کرتا ہے۔(بطاقات الائتمان البنكية في الفقه الإسلامي: ٤٤) اور مالیاتی شعبوں میں ائتمان اس قرض کو کہتے ہیں جو بینک کسی بھی شخص کو فراہم کرتا ہے۔(۳۲)

کریڈٹ کارڈ کی اصطلاحی تعریف: مجمع الفقہ الاسلامی جدہ نے اپنے ایک اجلاس جو ۷-۱۲/۱۱/۱۴۱۲ھ میں ہوا، قرار داد نمبر (۷/۱/۵۶) کے ذریعے کریڈٹ کارڈز کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے: ''یہ ایک سند ہے، جو جاری کنندہ ایک عقد کی بناء پر کسی شخص حقیقی یا معنوی کو فراہم کرتا ہے، اور وہ اس کو اس سند کے ذریعے اشیاء کی خریداری اور سہولیات کے حصول پر قدرت دیتا ہے، اس پر فوری ادائیگی واجب نہیں ہوتی، کیوں کہ جاری کنندہ اس کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرتا ہے (اس شرط پر کہ وہ بعد میں اسے ادا کردے گا، بعض جاری کنندہ ایک معین مدت کے بعد غیر ادا شدہ بلوں کی مقدار پر جرمانے کے نام سے سودی فوائد حاصل کرتے ہیں''۔(۳۳) بعض حضرات نے (Debit Card) اور (Charge Card) کو بھی کریڈٹ کارڈز کی عمومی تعریف میں داخل کیا ہے، جب کہ وہ اس کی تعریف میں اصالتاً نہیں، بلکہ تغلیباً داخل ہوتے ہیں۔ کریڈٹ کارڈ (Credit Card) کو عربی میں: ''بطاقة الإقراض بزيادة ربوية والتسديد على أقساط''(٣٤)، ''بطاقة الائتمان الإقراضية''(٣٥)، اور ''بطاقة الائتمان'' بھی کہتے ہیں۔(۳۶) یعنی سودی بنیادوں پر قرض فراہم کرنے والا اور قسط وار ادائیگی کا کارڈ۔ کریڈٹ کارڈ کی اب تک پانچ اقسام وجود میں آئی ہیں: ۱- عام کارڈ، یا سلور کارڈ، ۲- ممتاز کارڈ، یا گولڈن کارڈ (۳)، ۳- پلاسٹک کارڈ (Premium Card) (۳۸)، ۴- گولڈ کارڈ، ۵- کو برانڈیڈ کارڈ (Co-branded Card)۔(۳۹)

کریڈٹ کارڈ کا فقہی جائزہ: خریداری کے وقت کریڈٹ کارڈ کی دو حالتیں ہوتی ہیں: ۱- عربی میں اس حالت کو

"بطاقة مغطاة" کہتے ہیں، مطلب یہ کہ اس سے مراد وہ کارڈ ہے جس کے اجراء کے وقت بینک صارف پر لازم کرتا ہے کہ وہ اپنے اکاؤنٹ میں کارڈ استعمال کرنے کی صورت میں مہیا کی گئی قرض کی آخری مقدار کے برابر رقم جمع کروادے، اور وہ رقم جب تک کارڈ استعمال ہوتا رہے گا اس کے اکاؤنٹ میں باقی رہے گی، جیسے ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)۔ ۲- دوسری حالت کو عربی میں "بطاقة غیر مغطاة " کہتے ہیں، یعنی مراد وہ کارڈ ہے جس کے اجراء کے لیے بینک صارف پر رقم جمع کروانے کی کوئی شرط نہیں رکھتا کہ وہ اپنے اکاؤنٹ میں کارڈ کے ذریعے فراہم کی گئی قرض کی مقدار کے برابر رقم رکھے۔(۴۰) جیسے چارج اور کریڈٹ کارڈ۔ پہلی حالت (ڈیبٹ کارڈ، تکییف): وہ کارڈ جن کے اجراء کے لیے بینک اکاؤنٹ میں رقم کا ہونا ضروری ہے، جیسے ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) معاصر علماء کی بڑی تعداد نے اس کی فقہی تکییف بطور ''حوالہ'' کے کی ہے، چنانچہ پروفیسر صدیق محمد امین الضریر، (۴۱) ڈاکٹر محمد قری بن عید، (۴۲) مولانا رحمت اللہ ندوی، (۴۳) ڈاکٹر وہبہ زحیلی، (۴۴) اور فقہ اکیڈمی انڈیا کے مفتی عبداللطیف پالنپوری، اور ایک قول میں مولانا ابرار خان ندوی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد اعظم ندوی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا محمد ارشد فاروقی، (۴۵) وغیرہ نے ڈیبٹ کارڈ کی فقہی تکییف ''عقد حوالہ'' سے کی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ نے بھی اسے ''حوالہ'' کے ذیل میں ذکر فرمایا ہے۔ (۴۶) مجمع الفقہ الإسلامی نے اپنے پندرہویں سمینار (جو کہ مسقط میں منعقد ہوا تھا) میں یہ قرارداد منظور کی ہے کہ ڈیبٹ کارڈ جاری کرنا اس کے ذریعہ خرید وفروخت وغیرہ جائز ہے، اس شرط پر کہ ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ (سودی فائدہ) نہ دینا پڑتا ہو۔ (۴۷) ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی کہتے ہیں کہ ڈیبٹ کارڈ جارڈ کرنے کے جواز کی دو شرطیں ہیں: ۱- صاحبِ کارڈ اپنے بیلنس، یا ڈپازٹ سے رقم نکالے گا۔ ۲- اس کارڈ کے ذریعے معاملہ کرنے پر کوئی اضافی سود مرتب نہیں ہوگا۔ (۴۸) فقہ اکیڈمی انڈیا کے مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی صاحب ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''البتہ خرید وفروخت کی صورت میں اگر قیمت کی ادائیگی کسی طرح غرر، یا بائع مشتری میں سے کسی کو ضرر ہو، تو پھر اس کے ذریعہ خرید وفروخت قابل غور ہوگی۔ (۴۹) حاصل یہ ہوا کہ معاصر علماء کی اکثریت نے بطاقۃ مغطاۃ یعنی ڈیبٹ کارڈ کو عقد حوالہ قرار دیا ہے، کارڈ ہولڈر کو محیل، کارڈ جاری کنندہ جو کہ کارڈ ہولڈر کا مدیون بنتا ہے، اسے محال علیہ اور تاجر کو محال سے تعبیر کیا، اس سے استفادہ کو جائز قرار دیا، البتہ یہ شرط رکھی گئی ہے کہ کارڈ ہولڈر اپنے ہی بیلنس سے رقم نکالے، اور اس پر ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے سودی فائدہ مرتب نہ ہوتا ہو، اسی طرح قیمت ادائیگی میں غرر اور بائع ومشتری کسی کا ضرر بھی نہ ہو، وگرنہ ان خرابیوں کی وجہ سے ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کا اجراء ان علماء کے نزدیک ناجائز قرار پائے گا۔

دوسری حالت (کریڈٹ کارڈ، چارج کارڈ): بطاقۃ غیر مغطاۃ یعنی کریڈٹ وچارج کارڈ کو خرید وفروخت کے لیے استعمال کرتے وقت، اس کی تکییف فقہی میں معاصر علماء کا اختلاف ہے، اس بارے میں متعدد آراء ہیں، ذیل میں

ان کا خلاصہ ذکر کیا جائے گا۔ پہلی رائے اس کی تکییف فقہی میں یہ ہے کہ یہ ''قرض'' ہے، ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابو زید، (۵۰) ڈاکٹر عبدالوہاب ابو سلیمان، (۵۱) ڈاکٹر محمد بالوالی، (۵۲) اور فقہ اکیڈمی انڈیا کے بہت سے ارکان نے اس کی تکییف ''قرض'' سے کی ہے۔

پہلی تکییف ''قرض'' پر ہونے والے اعتراضات: بطاقۃ غیر مغطاۃ یعنی کریڈٹ وچارج کارڈ کی فقہی تکییف ''قرض'' پر فقہی اعتبار سے درج ذیل اعتراضات وارد ہوتے ہیں: ۱۔ مقرض ومستقرض کے درمیان دو طرفہ تعلق ہوتا ہے، یعنی اس میں عاقدین دو ہوتے ہیں، قرض دینے والا اور قرض لینے والا، جب کہ کارڈ کی صورت میں عقد تین اطرف میں پایا جاتا ہے، دائن یعنی تاجر، مدیون یعنی کارڈ ہولڈر اور قرض ادا کرنے والا بینک، کارڈ ہولڈر کی طرف سے ادائیگی کرنے والا کارڈ جاری کنندہ بینک دین کی ادائیگی میں حامل کارڈ کا نائب سمجھا جائے گا، اس لیے کہ بینک کو یہاں پر متبرع ماننا ممکن نہیں، لہذا بینک یا تو حامل کا کفیل ہوگا، یا وکیل، یا محال علیہ''۔(۵۳)

۲۔ بسا اوقات کارڈ ہولڈر کارڈ کو استعمال میں نہیں لاتا، جب کہ قرض میں یہ ضروری ہے کہ مال کی ادائیگی اور اس کا بدل واپس کیا جائے جیسے کہ قرض کی تعریف فقہی میں مذکور ہے: دفع مال إرفاقاًلمن ینتفع به ویرد بدله له". (٥٤) ''کسی کو مال دینا بطور احسان کہ وہ اس سے نفع اٹھائے اور اس کا بدل اسے واپس لوٹائے۔'' یا قرض ایک عقد مخصوص کو کہتے ہیں کہ دوسرے کو مال مثل دیا جائے تا کہ وہ (بعد میں) اس کا مثل لوٹائے۔(۵۵) قرض میں قبضہ کا پایا جانا ضروری ہے، اس لیے کہ عقد قرض میں تصرف قبضہ موقوف ہوتا ہے، اور ملکیت بھی اسی پر موقوف ہوتی ہے۔(۵۶) جب کہ ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' میں کسی نوع کا بھی قبضہ نہیں پایا جاتا ہے، اس لیے کہ کارڈ ہولڈر کا کوئی بیلنس نہیں ہوتا ہے، اسی کے بارے میں ڈاکٹر علی السالوس کہتے ہیں: "ولکن لو فرضنا أن البطاقة هذه لیس لها رصید، فحامل البطاقة سوف یدفع فیما بعد، إذن فالدفع بالطاقة لایعتبر قبضاً". (٥٧) یعنی: اگر ہم یہ فرض کریں کہ اس کارڈ کا کوئی بیلنس نہیں، کارڈ ہولڈر بعد میں ادائیگی کر دے گا، تو کارڈ کے ذریعے ادائیگی کو قبضہ نہیں سمجھا جائے گا''

۳۔ قرض کی تعریف اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بطور احسان کے ہوتا ہے، جب کہ بینک عمومی طور سے کوئی بھی چیز بغیر اجازت کے نہیں دیتے، لہذا قرض سے زائد جو بھی اجرت وصول کی جائے گی وہ سود شمار کی جائے گی۔(۵۸)

۴۔ کارڈ کی تکییف بطور قرض کے کرنا، یہ اس کے تمام حالات ومراحل کا احاطہ نہیں کرتا، اس کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد عبدالحلیم لکھتے ہیں: ''اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ بینک کارڈ ہولڈر کی طرف سے معین رقم کی تاجر کو ادائیگی کے بعد اس بعد کا حق رکھتا ہے کہ وہ حامل بطاقۃ سے اس مبلغ کا مطالبہ کرے، کیوں کہ اس ادائیگی کے نتیجے میں بینک کارڈ ہولڈر کا دائن بنتا ہے' (اور دائن کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مدیون سے اپنے دین کا مطالبہ کرے) جب کہ

کارڈ کے اجراء اور تاجر سے معاہدے پر دستخط کرتے وقت کسی طرح کے قرض لین دین کا وجود نہیں ہوتا''۔(۵۹)

۵-یہاں ایک اشکال یہ ہے کہ مقرض یعنی قرض دینے والا کون ہے؟ قرض لینے والا تو معلوم اور متعین ہے، اور وہ کارڈ ہولڈر ہے، قرض کے احکام میں یہ بنیادی شرط ہے کہ قرض دینے والا اہل تبرع میں سے ہو، وگرنہ قرض دینا شرعاً درست نہ ہوگا، کیوں کہ اہل تبرع میں سے نہ ہونے کی وجہ سے اہلیت بھی نہ ہوگی، جب اہلیت نہیں ہوگی تو قرض کیسے دے گا، بہر حال قرض دینے والا مجہول ہے، یہ معلوم نہیں کہ قرض دینے والے یہاں بورڈ آف ڈائریکٹران ہیں، یا شخص قانونی یا کوئی اور؟ بینک کسی حال میں بھی اس کی تعیین نہیں کرتے، عام طور سے تو نفع لیتے وقت بورڈ آف ڈائریکٹران اور شرکاء سامنے آتے ہیں، اور نقصان کے وقت ایک فرضی تصور ''شخص قانونی'' کو شخص حقیقی باور کروا کے آگے کر دیا جاتا ہے، اگرچہ دستاویزات میں پہلے والے معاملے میں بھی شخص قانونی کا تذکرہ ہوتا ہے، مگر در حقیقت نفع لینے والے تو بینک کے مالکان ہی ہوتے ہیں، اگر شخص قانونی کو مقرض مان بھی لیا جائے تو اس پر ہونے پر تمام اعتراضات یہاں بھی وارد ہوں گے۔

دوسری رائے (وکالہ): ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' کی تکییف کے سلسلے میں دوسری رائے وکالہ کی ہے، جن علماء نے اسے وکالت قرار دیا ہے ان میں ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی صاحب ہیں، وہ کہتے ہیں: ''یہ کارڈ حوالہ کے قبیل سے ہے، آج بینکوں میں پایا جانے والا حوالے پر اجرت لی جاتی ہے، تو ممکن ہے کہ اسے ہم اس قبیل سے مان لیں، یا اُجرت پر وکالت کے قبیل سے مانیں''۔(۶۰) ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ صاحب کے مطابق کارڈ کا یہ نظام وکالت اور کفالت دونوں کو متضمن ہے، جب کہ (مروجہ) اسلامی بنکوں کے حوالے سے یہ قرضہ حسنہ بھی ہے، ان کہنا ہے: کارڈ کے استعمال میں اصل یہ ہے کہ اس میں توکیل اور کفالت پائی جاتی ہے، اور بعض دفعہ قرضہ حسنہ کی صورت ہوتی ہے ان بینکوں میں جو صارف کا اکاؤنٹ (بیلنس) سے براہ راست ادائیگی کو شرط قرار نہیں دیتے، بلکہ کارڈ جاری کنندہ اس کی طرف سے ادا کرتا ہے پھر اپنا حق وصول کرتا ہے''۔(۶۱) دوسری تکییف (وکالہ) پر ہونے والے اعتراضات ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' یعنی وہ کارڈ جس کے اجراء کے لیے بینک کے پاس بیلنس رکھوانا مشروط وضروری نہ ہو، اس کی تکییف بطور وکالہ پر وارد ہونے والے اعتراضات درج ذیل ہیں: ا-وکالت میں عقد کا تعلق طرفین یعنی وکیل اور مؤکل کے درمیان ہوتا ہے، جب کہ کارڈ میں یہ تعلق تین اطرف پر مشتمل ہوتا ہے، کارڈ ہولڈر، کارڈ جاری کنندہ اور تاجر۔

۲-عقد وکالہ میں وکیل کو مؤکل کی طرف سے دین کی ادائیگی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے، (۶۲) جب کہ کارڈ کے معاملے میں وکیل یعنی کارڈ جاری کرنے والا کارڈ ہولڈر یعنی مؤکل کی طرف سے دین کی ادائیگی پر مجبور ہوتا ہے۔(۶۳)

۳-وکالت میں یہ ضروری ہے کہ محل وکالہ یعنی جس چیز کے بارے میں وکیل بنایا جا رہا ہو، وہ عقد کے وقت موجود ہو، جب کہ کارڈ میں محل وکالت یعنی دین عقد کے وقت موجود نہیں ہوتا ہے۔(۶۴)

۴-مؤکل جن چیزوں میں خودتصرف کرسکتا ہے، انہی میں وکیل بنا سکتا ہے، اگر مؤکل نے وکیل کو مطلق اپنا قائم مقام بنایا، تو یہ اس بات کا مقتضی ہے، وکیل کو بھی اس چیز کا اختیار ہو، جس کا مؤکل اختیار رکھتا ہے، کارڈ والے معاملے میں مؤکل یعنی کارڈ ہولڈر، تاجر کو خود ادائیگی نہیں کر سکتا ہے۔

۵-وکالت میں مال وکیل کے پاس امانت ہوتا ہے، اگر بغیر تعدی کے ہلاک وضائع ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان نہیں، جب کہ کارڈ ہولڈر کا مال اور رقم کارڈ جاری کنندہ کے پاس ہر حال میں مضمون ہوتے ہیں۔(۶۵)

۶- کارڈ والے معاملے پر وکالت منطبق نہیں ہوتی، اور نہ ہی وکیل کے اوپر لازم ہے کہ وہ مؤکل کی طرف سے اپنے مال سے ادائیگی کرے، ورنہ یہ کفالت کی شکل اختیار کر لے گا۔(۶۶)

۷- کارڈ جاری کنندہ تاجر کے حقوق کا ضامن بھی ہوتا ہے، ایک ہی شخص کو ضامن اور وکیل بنانا حنفیہ کے ہاں درست نہیں، اس سے وکالت باطل ہو جاتی ہے۔(۶۷) یہاں یہ نہیں ہوسکتا کہ کفالت باطل ہو جائے، اور وکالت باقی رہے، اس لیے کہ کفالت وکالت سے اقوی ہوتی ہے تو وہی ناسخ بنے گی۔(۶۸) لہذا وکالت باطل ہو جائے گی نہ کہ کفالت۔ لہذا مذکورہ اعتراضات کی وجہ سے ''عقد بطاقۃ'' کی فقہی تکییف وکالہ سے کرنا درست نہیں، کیوں کہ وکالت اپنے تمام ارکان وشروط کے ساتھ اس معاملے پر منطبق نہیں ہوتی ہے۔

تیسری رائے (حوالہ): ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' کی فقہی تکییف میں تیسری رائے یہ ہے کہ، یہ حوالہ ہے، معاصر علماء میں سے ڈاکٹر رفیق مصری، (۶۹) شیخ عبداللہ بن منیع، (۷۰) اور ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی (۷۱) وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ تیسری تکییف (حوالہ) پر ہونے والے اعتراضات ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' کی فقہی تکییف ''حوالہ'' پر درج ذیل اعتراضات وارد ہوتے ہیں: ۱- حوالہ کی تعریف یہ ہے: دَین کو محیل سے محال علیہ کے ذمہ کی طرف منتقل ومحول کرنا (۷۲)، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ محال علیہ محیل کا مدیون ہو، جب کہ کارڈ میں ایسا نہیں ہوتا، کیوں کہ کارڈ کے اجراء کے وقت، یا تاجر سے معاہدے کے وقت کسی کا کسی پر کوئی دَین نہیں ہوتا۔(۷۳) دَین کے ثبوت پر وہ معاملہ وکالت یا کفالت قرار دیا جائے گا۔(۷۴) شیخ ابراھیم الدبو نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ پر حوالہ کا مفہوم بھی منطبق نہیں ہوتا، اس لیے کہ حوالہ تو محال علیہ کے ذمہ کسی دَین سابق کا تقاضا کرتا ہے اور اس میں محیل کی رضا کا پایا جانا ضروری ہے، جب کہ یہاں ''بینک'' پر کوئی دَین سابق نہیں پایا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس مسئلہ کو حوالہ کے قبیل سے سمجھا جائے اور ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں محیل کی رضا کا کوئی تصور بھی نہیں پایا جاتا۔(۷۵)

۲-حوالہ جب مکمل ہو جائے تو وہ محیل کا دَین سے بری ہو جانے کا تقاضا کرتا ہے، چناں چہ علامہ موصلی فرماتے ہیں: یعنی جب حوالہ مکمل ہو جائے تو محیل (دَین) سے بری ہو جاتا ہے (۷۶)، جب کہ کارڈ والے معاملہ میں کارڈ

ہولڈر صرف حوالہ کے مکمل ہونے سے بری نہیں ہوتا۔

۳۔اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہاں دَین کی ادیگی کا ذمہ کارڈ ہولڈر سے کارڈ جاری کنندہ کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، تو پھر بھی اس سے بھی مکمل طور سے حوالہ متحقق نہیں ہوتا، کیوں کہ کوئی بھی تاجر کارڈ ہولڈر کو کوئی شئے یا خدمت صرف اس لیے فراہم کرتا ہے کہ اسے پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک نے کارڈ ہولڈر کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کی ہے، تو گویا یہ کفالہ کی طرح کوئی چیز لینا ہے (حقیقت میں حوالہ نہیں)۔(۷۷)

چوتھی رائے (وکالہ مع کفالہ): بطاقۃ غیر مغطاۃ کی فقہی تکییف میں چوتھی رائے ''وکالہ مع الکفالہ'' کی ہے، یہ رائے ڈاکٹر مصطفیٰ الزرقا صاحب (۷۸) ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ صاحب (۷۹) مفتی سید باقر ارشد صاحب بنگلور، مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی صاحب (حیدرآباد ہند) کی ہے۔(۸۰) چوتھی تکییف پر ہونے والے اعتراضات وکالہ پر ہونے والے اعتراضات پہلے بیان ہوچکے ہیں، یہاں وکالہ اور کفالہ دونوں کو ایک ساتھ جمع کرنے کی صورت میں جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا مقصود ہے۔

۱۔جمع بین الوکالہ والکفالہ صحیح نہیں، فقہاء نے اس کی وجہ بیان کی ہے، چناں چہ کنز الدقائق کی شرح تبیین الحقائق میں علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں: اگر ایک شخص کا دوسرے پر دَین (قرض) ہو اور اس کی ایک آدمی نے کفالت کرلی تو طالبِ دَین نے کفیل کو وکیل بنایا اس دین پر قبضہ کرنے کا، تو یہ توکیل درست نہ ہوگی، اس لیے کہ وکیل تو وہ ہوتا ہے کہ جو دوسرے کے لیے کام کرتا ہے جب کہ یہاں اگر اس وکالت کو درست قرار دیا جائے تو پھر وکیل اپنے لیے کام کرنے والا بن جائے گا، بایں طور سے کہ جس دین کی اس نے کفالت کی تھی اب اسی پر قبضہ کرکے اپنا ذمہ بری کرنے کی کوشش کرنے والا ہوگا، لہذا اس سے رکنِ وکالت ختم ہوجائے گا تو کفیل کو وکیل بنانا بھی باطل ہوجائے گا۔(۸۱)

۲۔وکالت اور کفالت کے مفہوم میں منافات ہے، کیوں کہ وکیل تو امین ہوتا ہے، جب کہ کفیل تو ضامن ہوتا ہے۔(۸۲) ان اعتراضات سے واضح ہوا کہ وکالت اور کفالت دونوں ایک ساتھ کارڈ جاری کرنے کے عمل اور اس کے استعمال پر مکمل طور سے منطبق نہیں ہوتے، لہذا یہ تکییف بھی درست نہیں۔(۸۳)

پانچویں رائے (کفالہ): بطاقۃ غیر مغطاۃ کی فقہی تکییف میں پانچویں رائے ''کفالہ'' کی ہے، یہ رائے ڈاکٹر نزیہ حماد صاحب، (۸۴) ڈاکٹر محمد عبدالحلیم صاحب، (۸۵) ڈاکٹر عبداللہ سعدی صاحب، شیخ علی محی الدین القرۃ الداغی صاحب، ڈاکٹر محمد القری صاحب، (۸۶) مولانا خورشید احمد صاحب اعظمی صاحب، مفتی محمد عبدالرحیم قاسمی اور مولانا خورشید انور اعظمی صاحب وغیرہ کا ہے۔(۸۷) چوتھی تکییف کفالہ پر ہونے والے اعترضات: اس تکییف پر مختلف اعتراضات کیے گئے ہیں: ۱۔ کفالت (ضمان) چوں کہ شریعت اسلامی کی نگاہ میں ان اعمال بر میں سے ہے جن کے

ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے، لہذا اس پر کسی طرح کی اجرت لینا درست نہیں، اجرت چاہے کم ہو یا زیادہ ،کسی بھی نام وعنوان سے لی جائے درست نہیں، چناں چہ علامہ صاوی نے ایک حدیث نقل کی ہے:"ثلاثة لا تکون إلا للّٰه الجعل، والضمان ،والجاه". (۸۸) یعنی تین چیزیں صرف اللہ کے لیے ہوتی ہیں: انعام، ضمان اور مرتبہ۔ علامہ ابوبکر بن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''أجمع من کل تحفظ عنه من أهل العلم علی أن الحمالة بجعل یأخذه الحمیل لا تحل ولا تجوز". (۸۹) یعنی تمام اہلِ علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ تاوان یا خون بہا کی ادائیگی پر ضامن کی طرف سے لی جانے والی کوئی بھی اجرت جائز وحلال نہیں۔ کفالت (ضمان) کے اس اصل شرعی کی روشنی میں کریڈٹ کارڈ کا معاملہ جو کفالت کو متضمن ہے اس میں ضامن (یعنی بینک) کے لیے کسی طرح کی اجرت لینا جائز نہیں، چاہے کارڈ ہولڈر سے ہو یا تاجر سے یا ان دونوں کے علاوہ کسی تیسرے فرد سے، بہر حال اجرت لینا جائز نہیں (جب کہ عقد بطاقۃ میں صورت حال یہ ہے کہ بینک کارڈ ہولڈر اور تاجر دونوں سے اجرت لیتا ہے۔(۹۰)

۲۔ فقہائے شافعیہ کفالت کے جواز کے لیے دَین مضمون کا عقد کے وقت یقینی طور سے پائے جانے کو شرط قرار دیتے ہیں، کیوں کہ یہ ایک وثیقہ (قرض کا اقرار) ہے تو شہادت (گواہی) کی طرح ثبوت حق سے متقدم نہیں ہو سکتی۔(۹۱) چوں کہ عقد بطاقۃ میں بھی ثبوت دین سے قبل ہی عقد ہو جاتا ہے اس لیے وہ درست نہیں۔

۳۔ کفالہ کی تکییف پر ہونے والے اعتراضات میں ایک بنیادی اعتراض یہ بھی ہے کہ کفالہ میں تو اصیل اور کفیل دونوں سے مطالبہ کرنا جائز ہے، جب کہ کریڈٹ کارڈ والے معاملے میں تاجر صرف کفیل یعنی بینک سے مطالبہ کر سکتا ہے، کارڈ ہولڈر سے مطالبہ کرنے کا حق نہیں، یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ بینک ادائیگی کرتا ہے اور کبھی ادائیگی سے پیچھے نہیں ہٹتا اور نہ ہی انکار کرتا ہے، لیکن کفالت کی صورت میں شریعت نے تاجر کو اصیل سے مطالبہ کا جو حق دیا ہے اس کو ختم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں، چوں کہ بینک کے طے شدہ قواعد وضوابط کے تحت تاجر کارڈ ہولڈر یعنی اصیل سے مطالبہ نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ تو کارڈ دکھا کر اپنے ذمہ سے بری ہو گیا ہے، تو اس صورتحال میں عقد بطاقۃ پر کفالہ کی تکییف صادق نہیں آتی۔ غرض اگر برأت اصیل کی شرط کو درست مان لیا جائے جیسا کہ حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں ہے تو پھر یہ عقد بطاقۃ کفالہ سے نکل کر حوالہ میں داخل ہو جائے گا اور اس پر وہ تمام اعتراضات وارد ہوں گے جو حوالہ پر وارد ہوتے ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر ابوسلیمان عبدالوہاب صاحب عقد بطاقۃ کی تکییف کفالہ سے کرنے پر ''مناقشہ'' کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عقد بطاقۃ کی تکییف میں کفالہ یا ضمان کا قول اس حد تک تو درست ہے کہ تاجر کا حق دین جو کارڈ ہولڈر کے ذمہ ہوتا ہے، اس کا ذمہ قبول کرنا ہے اور کفالہ اور ضمان کی طرح اس کے بھی تین اطراف ہوتے ہیں، لیکن یہ کہنا کہ کریڈٹ کارڈ کے نظام کے عقود کے سلسلے میں صرف کفالہ ہی تکییف پائی جاتی ہے تو یہ مسلّم نہیں، کیوں کہ اس صورت کا قائل ایک جہت سے

کارڈ جاری کنندہ اور کارڈ ہولڈر کے درمیان ہونے والے عقد جب کہ دوسری جانب سے کارڈ ہولڈر اور تاجر کے درمیان پائے جانے والے عقد سے بھی غافل ہے۔(۹۲)

۵۔فقہائے کرام کی عبارتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفیل کا انسان حقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ مکلّف ،صاحب تبرع اور غیر سفیہ ہونا بھی ضروری ہے،جب کہ عقد بطاقۃ میں کفیل کا انسان حقیقی نہ ہونا واضح ہے،کیوں کہ ماہرین معاشیات کے نزدیک بینک یا کارڈ جاری کرنے والے ادارے شخص قانونی (لیگل پرسن) کی حیثیت سے یہ سب امور انجام دیتے ہیں،شخصِ قانونی کا غیر مکلّف ہونا بھی اظہر من الشمس ہے اور جب وہ حقیقی انسان اور مکلّف نہیں تو صاحبِ تبرع کیسے بنے گا ،غرض شخص قانونی کی بنیاد پر انجام دیئے جانے والے معاملات شرعی نقطہ نگاہ سے کس حد تک کہ گنجائش رکھتے ہیں،مذکورہ بالا امور کی روشنی میں اس کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے،لہٰذا اگر عقد بطاقۃ میں کفالہ کی تکییف مان بھی لی جائے تو وہ اس اعتراض سے خالی نہیں۔

۶۔مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ پانچویں تکییف کفالہ کے بارے میں ”المعاییر الشرعیۃ“ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ کفالہ کی تحقق میں تھوڑا سا اشکال ہے مجھے،وہ یہ ہے کہ کفالہ میں مکفول لہ متعین ہونا چاہیے اور یہاں مکفول لہ متعین نہیں،کیوں کہ جب کارڈ جاری کیا تو پتہ نہیں کہ یہ شخص کارڈ لے کر اس کو کہاں جا کر استعمال کرے گا؟ کس بائع سے خریدے گا؟ کس سے نہیں خریدے گا؟ یہ پتہ نہیں،تو کفیل کے لیے ایسی کفالت عامہ ہے جس کا مکفول لہ متعین نہیں تو ایک خرابی تو یہ ہے کفالت ماننے میں،دوسری خرابی یہ ہے کہ کفالہ کہتے ہیں ”ضم الذمۃ إلی ذمۃ“ کا مطلب یہ ہے کہ اس کفالت کی وجہ سے مدیونِ اصل بری نہیں ہوتا بلکہ دائن کو یہ حق حاصل ہوتا ہے چاہے اصیل سے مطالبہ کرے یا کفیل سے،تو جو اصیل ہے وہ کفالت کے بعد بری نہیں ہوتا اور اب اس صورتحال (کریڈٹ کارڈ) کا جو معاملہ ہوتا ہے،اس میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب خریدار نے کریڈٹ کارڈ دکھا کر دستخط کر دیئے تو وہ بری ہوگیا،اب بائع اس سے مطالبہ کسی صورت میں نہیں کرسکتا،تو اس واسطے کفالت کے تحقق میں یہ اشکال ہے کہ مکفول لہ غیر متعین ہو،اصیل کا بری ہو جانا ان دو وجہوں سے اس کو کفالت نہیں کہہ سکتے۔(۹۳)

کارڈ پر لیے جانے والے مختلف فیسوں،کمیشن اور ٹیکس کا حکم،بینک کا تاجروں سے کمیشن لینے کا حکم،نقد رقم نکالنے پر فیس اور چارجز وصول کرنے کا حکم،سامان کی خریداری کی خدمت پر لی جانے والی فیس،کارڈ کے ذریعہ خریداری کی صورت میں قبضہ کا حکم،کارڈ کے ذریعہ کرنسی کی تبدیلی کا حکم،کریڈٹ کارڈ پر فراہم کیے جانے والے بعض فوائد جن میں قانونی،طبی اور مالی فوائد وانعامات وغیرہ کا حکم معلوم کرنے کے لیے اس موضوع پر عنقریب طبع ہونے والی ہماری کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

(جاری ہے)

مکتوب مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

مجاہدِ ختمِ نبوت، حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب مطبوعہ شکل میں دفتر مجلس احرار اسلام لاہور کی لائبریری سے میسر آیا۔ یہ مکتوب مولانا نے جنوری 1950ء میں بحیثیت صدر مجلس احرار اسلام صوبہ پنجاب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر تحریر فرمایا۔ جو سیکرٹری مجلس احرار اسلام کھیالی ضلع گوجرانوالہ کے نام ہے۔ یہ مکتوب تاریخی ریکارڈ کے طور پر تبرکاً شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

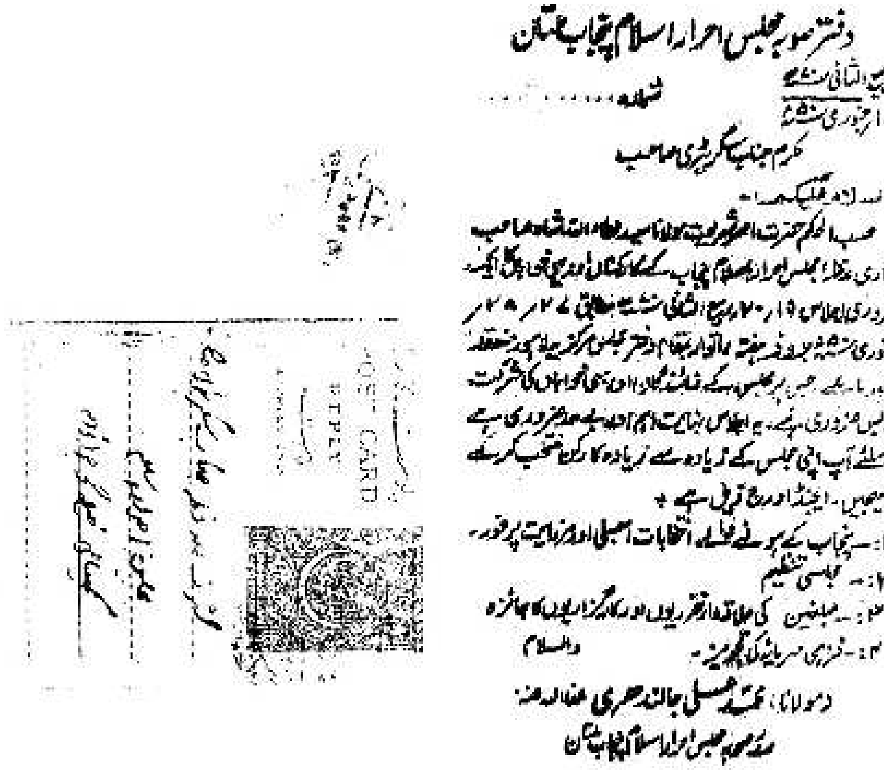

دفتر صوبہ مجلس احرار اسلام پنجاب ملتان

یکم ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ

شمارہ ....

۱۸ جنوری ۱۹۵۰ء

مکرم جناب سکریٹری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حسب الحکم حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری صدر مجلس احرار اسلام پنجاب کے کارکنان اور جماعتوں کا ایک ضروری اجلاس ۱۹ ر ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق ۷ ر ۸ ر جنوری ۱۹۵۰ء بروز ہفتہ و اتوار بمقام دفتر مجلس مرکزیہ [illegible] منعقد ہو رہا ہے جس میں ہر مجلس کے نمائندگان اور جماعتی عہدہ داروں کی شرکت از بس ضروری ہے۔ یہ اجلاس جماعت کا اہم اجلاس ہے جس کا ہونا ضروری ہے اس لئے آپ اپنی مجلس کے زیادہ سے زیادہ ارکان منتخب کر کے بھیجیں۔ ایجنڈا درج ذیل ہے:

۱:۔ پنجاب کے ہونے والے انتخابات اسمبلی اور بلدیات پر غور۔

۲:۔ مجلسی تنظیم

۳:۔ مبلغین کی ملاقاتوں، تقریروں اور کارگزاریوں کا جائزہ

۴:۔ فنڈ ہی سرمایہ کا انتظام۔

والسلام

(مولانا) محمد علی جالندھری عفا اللہ عنہ

صدر صوبہ مجلس احرار اسلام پنجاب ملتان

پروفیسر خالد شبیر احمد　　　قسط نمبر: ۴۸

ورق ورق زندگی

قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی عیادت:

ایک دن مجھے حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری صاحب نے بلوایا، میں ملا تو کہنے لگے کہ قاضی صاحب بہت علیل ہیں لاہور میں ان کا علاج ہوتا رہا ہے طبیعت نہیں سنبھل سکی اور وہ واپس اپنے گھر شجاع آباد آ گئے ہیں ان کی عیادت کے لیے جانا ہے اور تم میرے ساتھ چلو چنانچہ ان کے ساتھ بذریعہ بس ہم دونوں شجاع آباد کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں کہنے لگے کہ رات انھیں خواب میں دیکھا تو ان کا قد دراز تھا اور خواب کی تعبیر کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ اچھا نہیں ہوتا۔ مجھے تو اب یہ یقین ہو چکا ہے کہ قاضی صاحب بھی ہم سب کو داغ مفارقت دینے والے ہیں۔ یہ گوہر نایاب بھی ہمیں چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ بہر حال ہم بوجھل دل کے ساتھ شجاع آباد پہنچے تو ان کے گھر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ وہ اپنے کمرے میں ایک بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھ کر اٹھنے کی کوشش تو کی لیکن اٹھ نہ سکے۔ بستر پر لیٹے لیٹے ہم سے باتیں تو کرتے رہے لیکن صورت حال یہ تھی کہ کبھی ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے تو کبھی ہماری آنکھوں سے۔ تقریباً آدھ پون گھنٹہ وہ ہمارے ساتھ گفتگو کرتے رہے لیکن اٹھ کر بیٹھ نہ سکے۔ یہ دیکھ کر دل پہ کیا گذری وہ میں ہی جانتا ہوں۔ ان کی تقریریں یاد آ گئیں جب ان کا نورانی چہرہ تقریر کے دوران اور بھی روشن ہو جاتا تھا۔ وہ تقریر کے دوران اشعار اسی طرح پڑھتے جس طرح امیر شریعت پڑھتے تھے۔ معلوم ہوتا کہ کسی شاعر نے اسی موقع کے لیے شعر کہا ہو۔ ان سے زندگی بھر کی ملاقاتیں ایک ایک کر کے تصور میں ابھر کر آ گئیں۔ دوران گفتگو یہ سب کچھ ہوتا رہا پھر ہم دونوں واپس آ گئے۔

قاضی صاحب سے بچپن سے ہی ملنے کے مواقع ملے، پہلی دفعہ تو چنیوٹ میں ہی ملاقات ہوئی۔ ان کی تقریر تھی ابا جی مجھے ساتھ لے گئے اور ان سے ملوایا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ مجھے اٹھا لیا۔ پیار کیا نام پوچھا میں نے کہا شبیر احمد کہنے لگے نماز آتی ہے میں نے کہا آتی ہے، اچھا تو پھر سناؤ، میں نے نماز سنائی تو کہنے لگے دعائے قنوت؟ میں نے کہا وہ نہیں آتی تو کہنے لگے وہ بھی یاد کرو۔ اس کے بغیر نماز کیسے پڑھو گے۔ ان کی نصیحت مجھے آج بھی یاد ہے۔

”بیٹے نماز پڑھنا، نماز نہیں پڑھو گے تو پیشاب والا ڈول بن جاؤ گے اور اگر نماز پڑھو گے تو دودھ والا جمونا (مٹی کا وہ خاص گھڑے کی طرح کا برتن جس میں دودھ جمایا جاتا ہے اور پھر اسے بلو کر لسی بنتی ہے اور مکھن نکالا جاتا ہے۔“

اس کے بعد دوسری ملاقات ۱۹۵۰ء میں ہوئی جب میں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا، لاہور جانا ہوا تو دفتر احرار میں گیا۔ وہاں کچھ رضا کار تھے ان سے پتہ چلا کہ امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ اور قاضی صاحب دونوں لاہور میں ہی ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کہاں ہیں؟ کہنے لگے حاجی دین محمد صاحب کے کارخانے میں بادامی باغ، راستہ پوچھا اور تانگے میں سوار ہو کر میں سیدھا حاجی دین محمد صاحب کے کارخانے پہنچ گیا۔ وہاں پوچھا تو بتایا کہ اس بڑے کمرے میں دونوں حضرات تشریف فرما ہیں۔

میں نے ایک وسیع کمرہ میں اونچی جگہ دونوں حضرات کو دیکھا اکیلے بیٹھے ہوئے ایک دوسرے میں گم نظر آئے دو دلکش اور خوبصورت چہرے جیسے گلاب کے دو پھول، وہ جب بھی میرے تصور میں آتے ہیں تو دل و دماغ باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ میں نے اندر داخل ہو کر السلام علیکم کہا۔ تو دونوں میری طرف متوجہ ہوئے، قاضی صاحب نے مجھے دیکھ کر تعجب سے کہا:

''اوئے شبیر تو ایتھے کیویں آ گیا ایں۔ میں نے کہا کہ آپ کو ملنے کے لیے آیا ہوں۔ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ سے کہا آپ اسے جانتے ہیں نذیر مجیدی صاحب کا بیٹا شبیر ہے۔ شاہ جی نے بھی مجھے پیار کیا۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ میں مولانا اختر علی خان سے مل آؤں؟ آپ نے جواب میں کہا کہ ہاں جاؤ۔ چنانچہ قاضی صاحب نے مجھے اپنے ساتھ تانگے میں بٹھا لیا اور دفتر لے آئے۔ وہاں سے ایک صندوق اٹھایا اور مجھے مولانا اختر علی خان (مولانا ظفر علی خان کے بیٹے جو اس وقت روزنامہ ''زمیندار'' کے ایڈیٹر تھے) کے دفتر لے گئے۔ مولانا اختر علی خان اٹھ کے ملے اور میں قاضی صاحب کے ساتھ دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب قاضی صاحب نے صندوق کھولا تو اس میں کتابیں ہی کتابیں بھری ہوئی تھیں۔ وہ ایک کتاب نکالتے اور ایک خاص مضمون پر انھوں نے نشانی کے طور پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔ وہ مولانا اختر علی خان کو پڑھا دیتے اور ساتھ ہی کتاب کا نام اور صفحہ نمبر بھی بتاتے گئے۔ یہ سب کتابیں مرزا غلام قادیانی کی تھیں۔ اور انھیں دکھانے کا مقصد قادیانیت کے اصل چہرے سے متعارف کرانا تھا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب کا معمول تھا کہ وہ یہ صندوق لے جاتے اور بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کر کے انھیں مرزا غلام قادیانی اور مرزا البشیر الدین محمود کی کتابیں پڑھاتے اور حوالے نوٹ کرواتے تھے۔

ایک دفعہ یہ بھی ہوا کہ چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں قاضی صاحب نے تقریر کے دوران میز پر رکھی ہوئی کتابوں میں سے ایک کتاب کھولی اور کہا کہ ''مرزا غلام قادیانی کہتا ہے کہ میں نے اتنی کتابیں لکھی ہیں کئی الماریاں اس سے بھر جائیں۔ اب ذرا، اس کتاب کو میں پڑھ کر سناتا ہوں کہ دو سو صفحے کی اس کتاب میں مرزا غلام قادیانی نے کیا لکھا ہے۔''

قاضی صاحب نے کتاب سے پڑھ کر سنایا کہ اس میں لکھا ہے: ''جو مجھے نبی نہیں مانتا اس پر لعنت'' اور آگے ایک ہزار دفعہ لعنت لعنت ہی لکھا ہوا ہے۔

لوگ اس پر ہنستے بھی رہے اور نعرے بھی لگاتے رہے کہ مرزا قادیانی پر لعنت بے شمار، قاضی صاحب سے میری کئی ملاقاتیں ہیں جو میری زندگی کی اس کہانی میں آپ کو پڑھنے کے لیے مل جائیں گی۔ ۲۳ر نومبر ۱۹۶۶ء کو ملتان میں ہی تھا کہ یہ خبر بھی آخر مل گئی کہ قاضی احسان احمد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ غالباً حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری کے ساتھ ہی میں شجاع آباد گیا۔ اور قاضی صاحب کے جنازے میں شرکت کی۔ دیر تک ان کی قبر پر کھڑا رہا۔ تصور میں جماعت احرار کے ہر بڑے رہنما کے جنازے میں شرکت کے دل خراش مناظر ایک ایک کر کے گھومتے رہے اور مجھے ان کی یاد دلاتے رہے، رلاتے رہے۔ آنکھوں سے آنسو تھمتے ہی نہیں تھے اور نہ ہی دل بہلتا تھا۔ یہ کیا لوگ تھے جو ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہو گئے مگر دل و دماغ پر اس طرح نقش ہو گئے کہ اب ان کے مٹنے کا کوئی امکان نہیں۔ یہ سب ایک ہی مٹی سے بنے تھے۔

حمیت و غیرت اور جرأت و بہادری کا نمونہ، دین سے محبت کرنے والے حریت کے پیغام بر، حسنِ اخلاق کی مثالِ مجسم، محبت کرنے والے، پیار سے دلوں کو فتح کرنے والے، فقر استغنا کے پیکر، دل جن کے نورِ ایمانی سے روشن تو دماغ منور تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر جنون وعشق سے معمور، راہِ حق پر گامزن، جذبۂ ایمانی سے کفر والحاد کے طوفانوں کا رخ پھیر دینے والے۔ ان کے بغیر تو اب ایسے لگتا ہے:

نہ ندی نہ ساحل کنارا، کشتی اور دریا ہے ۔۔۔ کوئی رستہ کوئی منزل کوئی نہ رہبر اپنا ہے
بحر کی موجوں سے جو کھیلے پہنچے وہی ہیں ساحل پر ۔۔۔ ہم بیٹھے یہ سوچ رہے ہیں پانی کتنا گہرا ہے
گھیرے ہوگئے موت کے سائے رات نے ڈیرہ ڈال دیا ۔۔۔ بجلی کڑکی بادل گرجا ہر دل سہا سہا ہے

راستے میں واپسی پر بھی جدا ہونے والے اکابر احرار دل ودماغ پر چھائے رہے اور بار بار اپنی یادوں سے مجھے بے قرار کرتے رہے۔ شاعر فطرتاً شدتِ احساس کا پرتو ہوتا ہے جو بات نثر میں ادا نہ ہو سکے وہ جب شعروں میں ڈھلتی ہے تو عجیب سماں پیدا کر دیتی ہے۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی رحلت پر میرے اندر کے شاعر کو بھی جیسے بہت دکھ ہوا اور یہ اشعار لبوں تک آ گئے:

کیوں سو گیا وہ موت کی چادر کو تان کر ۔۔۔ ''ڈھونڈا تھا آسماں نے جسے خاک چھان کر''
لاکھوں میں منفرد فقط وہ ایک فرد تھا ۔۔۔ ''حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا''
بیتے زمانے سارے ہی چین و قرار کے ۔۔۔ ''تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے''

ذکر تو محسن احرار سید عطاء المحسن بخاری صاحب کا ہو رہا ہے درمیان میں ان کے ساتھ سفر شجاع آباد اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے جنازے میں ان کے ساتھ شرکت کا ذکر بھی آ گیا۔ ۱۹۶۹ء میں میرا تبادلہ بہاولپور ہو گیا اور ۱۹۷۳ء میں فیصل آباد گورنمنٹ کالج میں تبدیلی ہو گئی لیکن بہاولپور ہو کہ فیصل آباد، شاہ صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۹۹۷ء میں چنیوٹ میں اپنا مکان بنا لیا، پھر چنیوٹ میں اپنے شہر واپس آ گیا اور آج تک وہیں رہائش پذیر ہوں۔ ۱۹۹۷ء میں سید عطاء المحسن شاہ صاحب کو دار بنی ہاشم میں مجلس شوریٰ کے اجلاس میں مجلس احرار اسلام کی صدارت کے لیے چن لیا گیا۔ اور ان کے ساتھ محمد مولانا اسحاق سلیمی صاحب کو جنرل سیکریٹری کے لیے منتخب کیا گیا۔

چنیوٹ سے ہی میں نے ۱۹۹۹ء میں لاہور کے مرکزی دفتر کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی تھی۔ اس وقت سید عطاء المحسن شاہ صاحب شدید علیل تھے اور لاہور میں ہی ان کا علاج ہوتا رہا۔ جب افاقہ نہ ہوا تو پھر انھیں ملتان کے نشتر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ جہاں ان کا علاج جاری رہا مگر شفایاب نہ ہو سکے۔ آخری وقت تک ذکر الٰہی ان کے لبوں پر تھا۔ ساری عمر کفر والحاد کی قوتوں سے برسرِ پیکار رہنے والا یہ بطلِ حریت تقریباً ایک سال کی طویل علالت کے بعد ہم سب کو چھوڑ کر وہیں چلے گئے جہاں سب کو جانا ہے۔

۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء مولانا سید عطاء المحسن بخاری کی رحلت اور جنازے میں شرکت:

میں لاہور میں جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہو کر واپسی پر چنیوٹ گھر کے قریب تانگے پر ہی سوار تھا کہ شہزادہ محمد اکبر (نمائندہ نوائے وقت) نے مجھے ان کی رحلت کی خبر سنائی۔ یہ خبر بجلی کے کرنٹ کی طرح میرے دل و دماغ کو چھو گئی لیکن جلد ہی سنبھل گیا کہ اب تو ایسی خبریں سننے کا میں عادی ہو چکا تھا۔ صدمہ تو شدید تھا مدتوں کی رفاقتیں کیا کیا قیامتیں بن کے آئیں اور چند لمحوں میں گزر گئیں۔ جنازے میں شرکت کے لیے ملک رب نواز اور شہزادہ اکبر سے ساتھ رابطہ کیا۔ رات ایک بجے چنیوٹ سے ملتان جانے والی نان سٹاپ بس کا فیصلہ ہوا۔ بس پر سوار ہوئے اور تین گھنٹوں کی مسافت کے بعد ہم تینوں چوک کمہاراں میں اترے۔ ابھی اتنی رات باقی تھی کہ دار بنی ہاشم کی بجائے ہم نے ایک ہوٹل میں بیٹھ کر سید عطاء المحسن شاہ صاحب کے ساتھ اپنے تعلق کی نوعیت اور ان کے ساتھ ہونے والی ملاقاتوں کے تذکرے میں دو تین گھنٹے صرف کیے اور پھر دار بنی ہاشم کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن ہم نے دارِ بنی ہاشم کے پڑوسی پروفیسر محمود قریشی کے گھر جانا مناسب سمجھا۔ انھوں نے ساری کیفیت بیان کی اور اس کے بعد ہم نے جنازے میں شرکت کی۔ سپورٹس گراؤنڈ میں جنازہ ہوا جہاں پر حضرت امیر شریعت، مولانا سید ابوذر بخاری اور ان کے خاندان کے دوسرے افراد کے جنازے پڑھے گئے۔ پھر خاندانِ امیر شریعت کے احاطہ قبرستان پہنچے، جب لوگ ان کی تدفین میں مصروف تھے مجھے اس وقت وہ سماں بھی یاد آ گیا جب مولانا ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی تدفین کے وقت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ محسن شاہ صاحب شدت غم سے نڈھال ہو کر زمین پر بیٹھے آنسو بہا رہے تھے۔ آج اسی طرح ہم زمین پر بیٹھے ان کی وفات پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کر رہے تھے اور ان کی زندگی میں ان کے مختلف واقعات کو دل و دماغ کی گہرائیوں میں سمیٹے ہوئے اپنے آنسوؤں سے انھیں خراج تحسین پیش کر رہے تھے۔ ایک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی کے مصداق اس تاریکی کو سامنے دیکھ رہے تھے۔ ان کے بچھوڑے سے لے کر اب تک وہ تاریکی دل و دماغ پر مسلط ہی ہے اور شاید رہے کہ اب ان کے بعد کوئی بھی تو ایسا نظر نہیں آتا جو ان سے بچھڑنے کے اس خلا کو پر کرے۔ ہم دیر تک ان کی قبر پر بیٹھے رہے اور سوچتے رہے:

کتنے تھے دل خراش مناظر حیات کے — دیکھے گئے نہ ہم سے مگر دیکھتے رہے
شیشے پہ دل کے عکس نما تھا جمال یار — ہم وارداتِ قلب ونظر دیکھتے رہے

اور یہ کہتے ہوئے گھر کو لوٹ آئے:

تربت سے تیری دم بدم آتی ہے یہ صدا — ''ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما''
رحلت پہ تیری غم میں ڈوبا دل میرا کہے — ''مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں''
سو گئیں جو موت کی چادر کو اوڑھے اب تلک — ''خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں''

ان کی وفات پر ایک نظم کہی تھی اس کے چند اشعار نذر قارئین ہیں:

تیرے قلم کی آبرو تھی شدتِ جنوں — ہر حرف تیرا شوکت اسلام کا تھا باب

تیرا قدم قدم بنا اک عہد آفریں
لاؤں کہاں سے ڈھونڈھ کے تیرا کوئی جواب
تو گلشن احرار کی بہارِ جاوداں
روشن تیرے وجود سے جہانِ انقلاب
نقشِ جمیل تیرا میری جاں پہ عکس ریز
جیسے کہ جوئے آب پہ ہو چاند محوِ خواب
تقریر تیری آبشارِ جذب و کیف تھی
تحریر تیری شوکتِ جنوں کی اک کتاب
لاریب تیرے دم سے ہے روشن ضمیرِ شوق
پیتے ہیں تیری یاد کی ہر دم شرابِ ناب
بنتا ہے جس کے فیض سے ہر مرد، مردِ حُر
خالد کو ہے نگاہِ بخاری سے انتساب

عمرہ کی سعادت نومبر ۱۹۱۹ء:

نومبر کا مہینہ تھا اوراسی مہینے میں رمضان المبارک بھی، تاریخ تو یاد نہیں ہم چار افراد ڈاکٹر ریاض مجید کی قیادت میں لاہور ایئر پورٹ سے سعودی عرب کے جہاز کے ذریعے لاہور سے ہی احرام باندھے عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ تقریباً چار پانچ گھنٹوں کے سفر کے بعد ہم جدہ ایئر پورٹ پر تھے۔ وہیں سحری کی اور جدہ ایئر پورٹ پر ہی نماز فجر ادا کی۔ جدہ سے پھر ہم مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے تو صبح سویرے ہی ہم مکہ معظّمہ پہنچ گئے۔ ٹیکسی حرم شریف کے سامنے رکی تو لوگوں نے گھیر لیا کہ آیئے آپ کو رہائش دیکھائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے ایک آدمی جو پنجابی تھا اس کے ساتھ روانہ کیا کہ جاؤ اس کے ساتھ جا کر رہائش دیکھ آؤ ہم یہیں کھڑے ہیں۔ خالد بن ولید روڈ سے اوپر ایک پہاڑی پر وہ مجھے لے گیا اور ایک کمرہ دکھایا جس میں چار آدمی بڑے آرام سے رہ سکتے تھے۔ ایک فریج بھی تھی۔ ساتھ ہی غسل خانہ بھی، اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ تھی کہ چند قدموں کے فاصلے پر حرم شریف تھا۔ انتہائی نزدیک، مجھے اس وجہ سے بھی یہ جگہ پسند آ گئی کہ یہاں سے حرم شریف جانا انتہائی آسان ہوگا۔ چنانچہ میں نے واپس آ کر ساری بات ڈاکٹر صاحب کو بتا دی اور ہم چاروں، ایک میں، ڈاکٹر صاحب، میرے ایک عزیز دوست چودھری امین ایڈووکیٹ کے بیٹے اور ڈاکٹر ریاض مجید کے داماد مصدق اور چوتھے ہمارے ہی کالج کے ایک پروفیسر جن کا نام ذہن میں نہیں آ رہا کمرے میں آئے تو ڈاکٹر صاحب نے ایک لیکچر دیا کہ عمرہ کے لیے کیا کیا ضروری ہے اور ہم نے اسے اس طرح سے یاد کر لیا جیسے کوئی سبق یاد کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب پہلے ہی کئی مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ احرام ہم نے باندھا ہوا تھا۔ لیکن نیچے اترے تو مزاج، طبیعت، احساس، توجہ سب کچھ تبدیل ہو چکا تھا۔ پس یوں سمجھئے کہ توجہ الی اللہ اپنے عروج پر تھی اور دل و دماغ میں ''میں'' نام کی کوئی شے کہیں دور دور تک ہمیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ فضا ایسی تھی کہ جس میں دم لینے کے لیے ساری عمر ترستے رہے۔ قدم قدم پر اللہ کی عظمت رہنمائی کر رہی تھی۔ دل میں ایک ہول سا بھی تھا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کا حوصلہ کیسے کریں گے۔ کیسے اس مرکز اسلام کو دیکھ سکیں گے۔ جس کی تعمیر کے لیے کئی پیغمبروں نے مزدوری کی اور اس کی آبادی اور رزق کی فراوانی کی دعائیں مانگی وہاں پہنچے تو خانہ کعبہ جس کی تصویریں عمر بھر دیکھتے رہے ہمارے سامنے تھا۔ کچھ دیر تک تو میں مبہوت رہا۔ بس نظریں خانہ کعبہ پر جمی رہیں۔ جی چاہتا تھا کہ بس یونہی اس کے سامنے کھڑا کھڑا زندگی گزاروں کہ ڈاکٹر صاحب نے طواف کے لیے کہا، طواف مکمل ہوا تو پھر سعی کی گئی اور پھر سر کے

بال اترے اور واپس اپنی جگہ پر آ گئے، کچھ دیر کمرے میں آرام کیا سفر کی تھکاوٹ دور ہوگئی تو دوبارہ دوسرے کپڑے پہن کر نماز ظہر سے پہلے حرم شریف میں آ کر بیٹھ گئے۔ جب تک مکہ معظّمہ میں رہے یہی معمول بن گیا کہ صبح نماز تہجد کے لیے اس جگہ جو کہ ڈاکٹر صاحب نے مقرر کر دی تھی پہنچ جاتے اور پھر نماز فجر ادا کرتے۔ میں تو تھوڑی دیر تک کمرے میں آرام کرتا اور پھر سارا دن وہیں کبھی تلاوت کبھی درود شریف اور پھر کبھی طواف، افطاری بھی حرم شریف میں اور تراویح تک وہیں قیام رہتا۔ رات گیارہ بجے واپسی کسی ہوٹل پر کھانا اور پھر اسی کمرے میں آ کر ذرا آرام کرتے اور جتنے دن مکہ معظّمہ میں رہے یہی معمول رہا۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب کہنے لگے اگر طبیعت حاضر ہو تو کچھ لکھ بھی لیا کرو میں دیکھ لوں گا۔ ایک رات جب ہوٹل سے واپس کمرے میں آئے تو طبیعت حاضر تھی چند شعر لکھ لیے:

درد دل کو اک سہارا مل گیا　　　کشتیٔ دل کو کنارہ مل گیا
دیکھ کر طیبہ ہوئی آسودگی　　　ہم کو گویا گھر ہمارا مل گیا
میرے دل کی شادمانی کا نہ پوچھ　　　مجھ کو اک ایسا نظارہ مل گیا
شہر مکہ میں جو آ پہنچا ہوں میں　　　اپنی بخشش کا اشارہ مل گیا
آ گیا خالد حضوری کا بھی رنگ　　　نعت کا اسلوب سارا مل گیا

قیام مکہ کے دوران یہی معمول رہا کوہ ہند کے اس مکان میں رہائش خالد بن ولید روڈ سے بابِ عمرہ اور حرم شریف میں داخلہ اور رات کو ہوٹل سے کھانا کھانے کے بعد وہیں رہائش۔

مدینہ منورہ:

پھر مدینہ منورہ حاضری کے لیے رات کو بس کے ذریعے روانہ ہوئے تمام رات سفر میں گزری۔ راستے میں ایک جگہ سحری کی اور صبح سویرے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ یہاں پر بھی جو کیفیت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ زبان گنگ، ادب و احترام کی چادر سر پر، قدم قدم پر آپ کی عظمت، آپ کی رحمت کا سایہ محسوس ہوتا تھا اور بات کرتے ہوئے بھی خوف آتا تھا۔ شوقِ عقیدت دل و دماغ پر پوری طرح مسلط، دل و نگاہ میں آپ کی سیرت کے مختلف باب سمٹ کر آ گئے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آسمانوں سے کوئی خاص قسم کی روشنی اتر رہی ہے۔ دل کے آنگن میں دل کی خوشبو سے روح معطر ہوتی جاتی ہے۔ پاؤں زمین پر تھے مگر نصیب اوج پر نظر آتا محسوس ہوتا۔ اسی کیفیت میں مبتلا ہم روضہ اقدس کے سامنے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا یہیں قیام ہوگا۔ یہ ''ستونِ نعت'' ہے جتنے دن یہاں گزارنے ہیں یہی پر بیٹھنا ہے ہمارے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی مسجد اور محراب تھا۔ یہاں سے چند قدموں کے فاصلے پر ریاض الجنہ کا حصہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے اور مسجد نبوی کے درمیان وہ چھتریاں تھیں جو بوقت ضرورت کھل بھی جاتیں اور بند بھی ہو جاتی تھیں۔ سب سے اچھی بات یہ تھی کہ روضۂ اقدس ہر وقت ہمارے سامنے رہتا۔ آٹھ دن یہاں پر قیام رہا یہیں افطاری، تراویح اور پھر رات کو کچھ فاصلے پر ایک ہوٹل میں قیام۔

ڈاکٹر صاحب نے جہاں ہمیں بٹھایا اسے ستون نعت کہا اس لیے کہ وہ کہتے کہ حفیظ تائب اور حافظ لدھیانوی صاحب کے ساتھ جب بھی ہم مسجد نبوی آئے تو اسی ستون کے ساتھ ہمارا قیام رہا، اس لیے ہم نے اس کا نام ستون نعت رکھ دیا ہے۔ تراویح کی نماز ادا کرنے کے بعد روزانہ ہماری ملاقات ملتان کے ایک احرار رضا کار قاری عبداللطیف سے ہوتی۔ وہ ہمیں دعوت دیتے ڈاکٹر صاحب نے دعوتوں پر پابندی لگا دی تھی کہ دعوتوں پر وقت ضائع ہوتا ہے بس مسجد نبوی میں ہی رہنا ہے لیکن میں نے گزارش کی کہ اپنے احرار کارکن ہیں اور ان کی دعوت تو قبول کرنی چاہیے۔ چنانچہ ایک دن قاری صاحب جو نماز کے بعد مختلف ملکوں کے حفاظ کو فن تجوید سے قرآن پڑھانے پر مامور تھے ان کے گھر گئے اور پر تکلف دعوت کھائی۔ وہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور دوسرے احرار رضا کاروں کے بارے میں کوئی نہ کوئی بات پوچھتے اور احرار کے رضا کار ہونے پر فخر کرتے ہوئے ملتان کے مختلف واقعات ہمیں سناتے۔ آٹھ دن کے قیام کے بعد مدینہ منورہ کی زیارتیں کی اور پھر وہیں سے احرام باندھ کر واپس مکہ معظّمہ آ گئے۔ عید مکہ میں ادا کی یہاں پر ایک دن ملک محمد یوسف صاحب سے (لاہور سے جماعت کے اہم رکن) اتفاقاً ملاقات ہوئی وہ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم پر نفل ادا کر رہے تھے تو میری نگاہ ان پر پڑ گئی۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے پھر روزانہ ان سے ملاقاتیں رہیں، ان کی وجہ سے کچھ دن اور بڑی اچھی طرح سے گزر گئے۔ گھر سے کوئی نہ کوئی چیز ہمارے کھانے کے لیے لے آتے ہمیں کھلاتے اور خوش ہوتے۔ پھر واپسی پر مکہ معظّمہ کی زیارتیں، میدان عرفات، غار ثور، غار حرا اور اس طرح کی کئی دوسری اہم جگہوں کی زیارت کر کے تقریباً ڈیڑھ ماہ کے بعد واپس آ گئے۔

آرزؤوں کو بارور دیکھا شوق ہوتا ہوا امر دیکھا
جس کے چرچے ہیں آسمانوں میں اے خوشا! ہم نے بھی وہ گھر دیکھا
صحن نبوی میں بندگی دیکھی دل پہ ہوتا عجب اثر دیکھا
باب رحمت پہ یوں جھکی نظریں پھر نہ ہم نے ادھر ادھر دیکھا
شکرِ ایزد کہ شہر مرسل کو ہم نے خالد بہ چشم تر دیکھا

ڈاکٹر ریاض مجید صاحب نے مجھے کہا تھا کہ کچھ نعتیں مکہ و مدینہ میں کہہ لینا۔ وہاں پر لکھی گئی نعتوں کے چند اشعار پیش خدمت ہیں کہ یہ حضوری کی نعتیں اپنے اسلوب میں دوسری نعتوں سے مختلف ہوتی ہیں۔

آسمانوں سے اترتی روشنی اچھی لگی وجد میں ڈوبی ہوئی وہ چاندنی اچھی لگی
ہاں عقیدت کی فضا میں سسکیاں بھرتی ہوئی صحن نبوی میں نمازِ بندگی اچھی لگی
تھے زمیں پہ پاؤں میرے آسمانوں پر نصیب روح میں اتری ہوئی اک بے خودی اچھی لگی
روضۂ اقدس پہ نظریں جم کے میری رہ گئیں گنبد خضریٰ کی مجھ کو سادگی اچھی لگی
جب کھڑا تھا ہاتھ باندھے میں مواجہ پر وہاں مجھ کو خالد التجا و عاجزی اچھی لگی

روتا تھا میرا بخت بھی قلب و جگر کے ساتھ
رخصت ہوا مدینے سے جو چشم تر کے ساتھ

پھیلی ہوئی تھی چاندنی ان کی ہی چار سو
رقصاں تھی میری جان بھی قلب و نظر کے ساتھ

چشمے سرور و کیف کے دل سے ابل پڑے
جب درپہ تھا میں ان کے دل مفتخر کے ساتھ

وقت نماز رونا وہ سب کا مجھے ہے یاد
جب دل بھی رو رہا تھا مری چشم تر کے ساتھ

میں تو وہاں سے آگیا یادیں لیے ہوئے
دل رہ گیا وہیں کہیں دیوار و در کے ساتھ

خالد بوقت نعت یہ میری تھی کیفیت
دل بیٹھ بیٹھ جاتا تھا عجز ہنر کے ساتھ

مجلس احرارِ اسلام کی جنرل سیکریٹری شپ:

۲۰۰۲ء میں دار بنی ہاشم میں مجلس شوریٰ میں مجھے دوبارہ جماعت کا سیکریٹری جنرل بنایا گیا اس سے پہلے ۱۹۹۵ء میں بھی دو سال کے لیے میں جنرل سیکریٹری رہ چکا تھا۔ جب دوبارہ سیکریٹری بنایا گیا تو اس وقت مولانا محمد اسحاق سلیمی صاحب سیکریٹری جنرل تھے اور پیر جی سید عطاء المہیمن مدظلہ ان کے ساتھ جماعت کے امیر تھے جو محسن احرار سید عطاء المحسن شاہ صاحب کی وفات کے بعد امیر بنائے گئے تھے۔ پھر جب مئی ۲۰۰۸ء میں دوبارہ مجلس شوریٰ کا اجلاس لاہور میں ہوا تو اس اجلاس میں، میں نے کہا کہ اب کسی اور کو جماعت کا ناظم اعلیٰ بنایا جائے۔ میں نے عبداللطیف خالد چیمہ صاحب کا نام اس کے لیے شوریٰ میں پیش کیا جو اس وقت جماعت کے ناظم نشر و اشاعت تھے لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور بڑی مشکل سے انھیں ناظم اعلیٰ کا عہدہ تسلیم کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ اس وقت سے آج تک وہی جماعت کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ جبکہ جماعت کے امیر پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ ہی ہیں۔ اس طرح میری سیکریٹری شپ کی مجموعی مدت آٹھ سال بنتی ہے۔

چنیوٹ میں محفل آرائی:

چنیوٹ میں آیا تو یہاں پہلے پہلے تو میں نے اپنے آپ کو ایک اجنبی سا محسوس کیا کہ ۱۹۴۸ء سے میں یہاں سے چلا گیا تھا اور پھر ۱۹۹۷ء میں واپس آیا۔ یہ ایک لمبا عرصہ تھا اس دوران اگر چنیوٹ میں آیا بھی تو والدین کو ملنے کے لیے ایک دو دن رہا اور پھر واپس چلا گیا۔ لیکن آہستہ آہستہ یہاں پر میں نے اپنا حلقۂ دوستانہ بنالیا تھا۔ شام کو مسجد کے قریب نمازِ مغرب کے بعد ہم یہاں ایک ہوٹل کے پاس اکٹھے ہوتے اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی اس طرح محفل آرائی کا ذوق وشوق بھی جواں رہا۔ یہاں پروفیسر سلیم اختر، پروفیسر ایوب صاحب جو اب اسلامیہ کالج کے پرنسپل ہیں، پروفیسر شمشاد خان، ملک منیر صاحب مرحوم جو اسلامیہ کالج کے پرفیسر تھے اور پروفیسر غوث اختر صاحب کے علاوہ پرفیسر ممتاز شہباز صاحب مرحوم، ابرار خواجہ، عادل یزدانی، قیصر عباس، عارف خواجہ اور چند دوسرے شعراء بھی شامل تھے۔ اور اس طرح بحث مباحثہ کے دوران قدرے تلخی کی صورت بھی پیدا ہوتی بعد میں دوبارہ ایسے ہو جاتے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ کئی برسوں تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور جماعت کے ساتھ وابستگی بھی قائم رہی۔ جس کا ذکر آئندہ قسط میں تفصیل کے ساتھ ہوگا۔

(جاری ہے)

حافظ عبیداللہ　　　　قسط نمبر ۴

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

روایت ''لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم'' کے بارے میں

ائمہ حدیث کی آراء

سب سے پہلے ہم اس روایت کے بارے میں چند ائمہ حدیث کی آراء ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد ہم اس کی سند پر بات کریں گے۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ

لکھتے ہیں ''ثم اعلم أن حدیث : لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم ضعیف باتفاق المحدثین''

جان لو کہ ''لا مھدی الا عیسیٰ'' والی حدیث کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد 10، صفحہ 101، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ محمد بن علی الشوکانیؒ

''لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم : قال الصغانی موضوع '' اس حدیث کے بارے میں امام صغانی (حسن بن محمد الصغانی، وفات 650ھ) نے کہا ہے کہ یہ موضوع (من گھڑت) حدیث ہے۔

(الفوائد المجموعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، صفحہ 439، طبع المکتب الاسلامی)

نوٹ: امام صغانیؒ نے یہ بات اپنی کتاب ''الدُر المُلتقط فی تبیین الغلط'' میں ذکر کی ہے

(صفحہ 34، روایت نمبر 44، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام شمس الدین ذہبیؒ

''لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم ، وھو خبر مُنکر أخرجہ ابن ماجۃ''

یہ روایت مُنکر ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(میزان الاعتدال، جلد 4، صفحہ 107، مؤسسۃ الرسالۃ، فی ترجمۃ محمد بن خالد جَنَدی)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ

''والحدیث الذی فیہ لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم رواہ ابن ماجۃ وھو حدیث ضعیف''

وہ حدیث جس میں ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم اور جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے ضعیف ہے۔

(منھاج السنۃ النبویۃ، جلد 4 صفحات 101 و 102، و جلد 8 صفحہ 256)

علامہ محمد عبدالعزیز فرہارویؒ

یہ بیان کرتے ہوئے کہ احادیث متواترہ میں یہ بات آئی ہے کہ مہدی اہل بیت میں سے ہوں گے اور وہ زمین میں حکمرانی بھی کریں گے اور ان کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی، آگے بیان کرتے ہیں کہ ان متواتر روایات کے خلاف اگر کوئی روایت ہے تو وہ صحیح نہیں، اور انہی روایات میں سے ''لا مھدی الا عیسی'' والی روایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''و کذا ما قِیل أنہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم مستدلاً بحدیث لامھدی الا عیسیٰ بن مریم لأن الحدیث لا یصح ......'' اسی طرح جو یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی تو حضرت عیسیٰ بن مریم ہی ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم (تو یہ استدلال بھی صحیح نہیں) کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

(النبراس فی شرح شرح العقائد، صفحہ 315)

اِس روایت کی سند

آیئے اب اس روایت کی سند پر بات کرتے ہیں، اس روایت میں ایک راوی ہے ''محمد بن خالد الجَندی الصنعانی'' اس کے بارے میں امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:۔

''قال ابوالفتح الازدي : مُنکر الحدیث، وقال الحاکم: مجھول ، قلتُ : ھو صاحب الحدیث المُنکر : لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم'' ابوالفتح ازدی کہتے ہیں: یہ منکرالحدیث ہے (یعنی منکر حدیثیں روایت کیا کرتا تھا)، امام حاکمؒ کہتے ہیں: یہ مجہول ہے، میں کہتا ہوں (یعنی امام ذہبیؒ کہتے ہیں) کہ اسی راوی نے یہ منکر حدیث روایت کی ہے لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم۔

(تاریخ الاسلام للذھبی، جلد 4، صفحات 1193 و 1194، طبع دار الغرب الاسلامی)

امام جرح وتعدیل حافظ جمال الدین مزیؒ لکھتے ہیں:۔

''وقال الحافظ البیھقي : ھذا حدیث تَفَرَّد بہ محمد ابن خالد الجَندي ، قال ابوعبداللہ الحافظ : محمد بن خالد رجل مجھول، واختلفوا في اسنادہ......'' امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث (یعنی لا مھدي الا عیسیٰ) صرف محمد بن خالد جَندی نے روایت کی ہے، ابوعبداللہ الحافظ (یعنی امام حاکمؒ) نے فرمایا ہے کہ: محمد بن خالد ایک مجہول شخص ہے، نیز اس روایت کی سند میں اختلاف بھی ہے (جس راوی سے محمد بن خالد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اسکا نام ابان بن صالح ہے اور کہیں ابان بن ابی عیاش ہے۔ ناقل)۔

(تھذیب الکمال، جلد 25، صفحہ 149، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

پھر آگے لکھتے ہیں:۔

''قال البیھقي: فرجع الحدیث الی روایۃ محمد بن خالد الجَندي ، وھو مجھول، عن أبان بن أبي عیاش وھو متروک............ والأحادیث في التنصیص علی خُروج المھدي أصح اسناداً

وفيها بيان كونه من عترة النبي ﷺ '' امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث محمد بن خالد جَنَدی کی طرف لوٹتی ہے اور وہ مجہول راوی ہے، اور (ایک روایت میں۔ناقل) وہ ابان بن ابی عیاش سے روایت کرتا ہے جو کہ متروک راوی ہے ......(آگے لکھتے ہیں)...... وہ احادیث جن کے اندر خروج مہدی کا ذکر ہے ان کی سندیں زیادہ صحیح ہیں اور ان (صحیح روایات میں۔ناقل) میں یہ بیان ہوا ہے کہ مہدی آنحضرت ﷺ کی عترت سے ہوں گے۔

(تهذيب الكمال، جلد 25، صفحہ 150)

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:۔

''قال أبو الحسين محمد بن الحسين الآبري في كتاب مناقب الشافعي : محمد بن خالدهذا غير معروف عند أهل الصِّناعة من أهل العلم والنقل، وقد تواترت الأخبار واستفاضت عن رسول الله ﷺ بذِكر المهدي، وأنه من أهل بيته ، وأنه يملك سبع سنين، وأنه يملأ الارض عدلاً ، وأن عيسىٰ يخرج فيساعده على قتل الدجّال ، وأنه يؤم هذه الأمة، ويُصلي عيسىٰ خلفه، وقال البيهقي : تفرّد به محمد بن خالد هذا ، وقد قال الحاكم أبوعبدالله : هو مجهول '' محمد بن حسن آبریؒ نے مناقب الشافعیہ میں فرمایا ہے کہ یہ محمد بن خالد (الجَنَدی) اہل علم اور اہل نقل کے نزدیک غیر معروف ہے (یعنی مجہول ہے۔ناقل)، جبکہ مہدی کا ذکر تو آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے، جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ مہدی آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے، وہ سات سال تک حکومت بھی کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے ، اور یہ بھی بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے خروج کے بعد دجّال کو قتل کرنے میں وہ ان کی مدد بھی کریں گے، اور وہ (مہدی علیہ الرضوان) اس امت کی امامت بھی فرمائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اور امام بیہقیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت صرف محمد بن خالد نے روایت کی ہے اور امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ وہ مجہول ہے۔

(المنار المنيف في الصحيح والضعيف، صفحہ 142)

اس کے بعد حافظ ابن قیمؒ نے وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن کے اندر ''حضرت مہدی علیہ الرضوان'' کا ذکر ہے اور پھر ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے جو ''لا مهدى الا عيسىٰ '' والی روایت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں لکھتے ہیں:۔

'' واحتجّ اصحاب هذا بحديث محمد بن خالد الجَنَدي المتقدم ، وقد بيَّنّا حاله ،وأنه لايصح ، ولو صحّ لم يكن فيه حُجّة، لأن عيسىٰ أعظم مَهدِي بين يدي رسول الله ﷺ وبين الساعة، وقد دلّت السنة الصحيحة عن النبي ﷺ على نزوله على المَنَارة البيضاء شَرقيّ دمشق وحُكمه بكتاب الله ، وقتله اليهود والنصارىٰ ، ووضعه الجزية، واهلاک أهل الملل في زمانه...... الخ'' یہ نکتہ نظر رکھنے والے خالد بن محمد الجَنَدی کی اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں جو پہلے گذری (یعنی لا مهدي الا

عیسیٰ۔ ناقل) اور (خالد بن محمد جندی) کا حال ہم پہلے بیان کر چکے، اور یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے، اور اگر (بالفرض) صحیح بھی ہو تو اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں (کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) آنحضرت ﷺ اور قیامت کے درمیان سب سے بڑے مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تشریف لائیں کے (یہ توجیہ اس لئے ضروری ہے کہ) نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید منارہ پر نازل ہوں گے، اور آپ نازل ہوکر اللہ کی کتاب (قرآن) کے مطابق فیصلے فرمائیں گے، اور یہود ونصاریٰ کو قتل کریں گے (اگر وہ ایمان نہ لائیں گے۔ ناقل)، اور جزیہ قبول نہیں کریں گے، اور ان کے زمانے میں تمام (باطل) ملتوں والے ہلاک کر دیے جائیں گے۔ (المنار المنیف، صفحہ 148)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:۔

”محمد بن خالد الجَنَدي، بفتح الجيم والنون، المؤذن، مجهول“ محمد بن خالد جَنَدی، جیم اور نون پر زبر کے ساتھ، جنہیں مؤذن کہا جاتا ہے، یہ مجہول ہیں۔ (تقریب التهذیب، صفحہ 840، طبع دار العاصمہ)

امام ابن الجوزیؒ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

”قال ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعيب النسائي : هذا حديث مُنكر، وقال البيهقي: تفرد بهذا الحديث محمد بن خالد الجَنَدي قال : قال أبوعبدالله الحاكم: محمد بن خالد رجل مجهول“ امام نسائیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث مُنکر ہے، امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ: یہ حدیث صرف محمد بن خالد جَنَدی نے بیان کی ہے اور امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ: محمد بن خالد ایک مجہول شخص ہے۔

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، جلد 1، صفحات 862و863، دار الکتب العلمیۃ)

کیا امام یحیٰ بن مُعینؒ نے محمد بن خالد جَنَدی کو ثقہ کہا ہے؟

قارئین محترم! ہم نے مختصر طور ائمہ حدیث وائمہ جرح وتعدیل کے بیانات آپ کے سامنے پیش کیے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت جس میں ہے کہ ”عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہیں“ صحیح نہیں بلکہ بعض ائمہ نے اسے موضوع بھی کہا ہے، نیز اس کا راوی محمد بن خالد جَنَدی مجہول الحال ہے، لہذا ایسی روایت اُن صحیح احادیث کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں جن کے اندر یہ بیان ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان عترت رسول ﷺ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، آپ کا نام ”محمد بن عبداللہ“ ہوگا (ملا علی قاریؒ ”يواطيء اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي“ کی تشریح میں لکھتے ہیں ”فيكون محمد بن عبدالله“ کہ آپ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد 10، صفحہ 90 دار الکتب العلمیۃ بیروت)، نیز احادیث صحیحہ میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور پہلی نماز آپ ہی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

اس کے جواب میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ”محمد بن خالد جَنَدی“ مجہول نہیں ہے جیسے امام حاکمؒ نے کہا ہے بلکہ

امام یحییٰ بن معینؒ نے اسے ثقہ بتایا ہے اور حوالے کے طور پر حافظ ابن کثیرؒ کو پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

''**ولیس ھو بمجھول کما زعمه الحاکم بل قد رُوِي عن ابن معین أنه وَثَّقه**'' (محمد بن خالد جَنَدی) مجہول نہیں ہے جیسا کہ امام حاکمؒ نے گمان کیا ہے بلکہ امام (یحییٰ) بن معین سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (البدایة والنھایة، جلد 17، صفحہ 46، دار ابن کثیر)

اسی طرح امام ذہبیؒ کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ:۔

''**ذکره ابن الصلاح فی أمالیه، ثم قال: محمد بن خالد شیخ مجھول، قلتُ وقد وثّقه یحییٰ بن معین واللہ أعلم**......'' ابن صلاحؒ نے اپنی امالی میں کہا ہے کہ محمد بن خالد مجہول ہے، میں (یعنی امام ذہبی۔ناقل) کہتا ہوں کہ یحییٰ بن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

(میزان الاعتدال، جلد 4، صفحہ 107، طبع دار الرسالۃ العالمیۃ)

تو حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن معینؒ سے یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے محمد بن خالد جَنَدی کی توثیق کی ہے اور امام ذہبیؒ بھی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے، اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ کی طرف سے یہ توثیق کہاں بیان ہوئی ہے؟۔

اصل میں حافظ جمال الدین مزیؒ نے اپنی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں امام آبریؒ کی ''مناقب شافعیؒ'' کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے محمد بن خالد الجَنَدی کو ثقہ کہا ہے، آیئے پہلے وہ روایت پوری پڑھتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ آیا اس روایت کے بل بوتے پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے اس راوی کو ثقہ کہا ہے؟۔

''**قال ابو الحسن محمد بن الحسن الآبُريُّ الحافظ فی مناقب الشافعي: أخبرني محمد بن عبدالرحمن الھَمَذاني ببغداد، قال: حدّثنا محمد بن مَخلَد وھو العطّار، قال: حدّثنا أحمد بن محمد بن المُؤَمَّل العَدَوِي، قال: قال لي یونس بن عبدالأعلی: جاء ني رجل قد وَخَطَه الشَّیبُ سنة ثلاثة عشر یعني ومائتین علیه مُبَطَّنة واُزَیِّر یسألني عن ھذا الحدیث، فقال لي: مَن محمد بن خالد الجَنَدي؟ فقُلتُ: لا أدري، فقال لي: ھذا مؤذن الجَنَد وھو ثقة، فقُلتُ له: اَنتَ یحییٰ بن معین؟ فقال: نعم**......الخ'' یونس بن عبدالاعلیٰ کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک آدمی آیا جس پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو چکے تھے اور اُس نے کمبل اوڑھا ہوا تھا یہ سنہ 213 ہجری کی بات ہے، اُس آدمی نے مجھ سے اس حدیث (یعنی لا مھدي الا عیسیٰ۔ناقل) کے بارے میں پوچھا اور کہا: یہ محمد بن خالد جَنَدی کون ہے؟، میں نے کہا: میں نہیں جانتا، تو اُس آنے والے نے کہا: یہ جَنَد کا مؤذن ہے اور ثقہ ہے، میں نے پوچھا: کیا آپ یحییٰ بن معین ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا: ہاں۔

(تہذیب الکمال، جلد 25، صفحات 148و149، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

تو یہ ہے وہ حکایت جس کی بناء پر یہ کہا جاتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے محمد بن خالد جَنَدی کو ثقہ کہا ہے، لیکن یہ استدلال دو وجہ سے غلط ہے:۔

پہلی وجہ یہ کہ اس حکایت کی سند میں ایک صاحب ہیں ''**احمد بن محمد بن المؤمل العدوی**'' یہ مجہول الحال ہیں اور ہمیں اسماء الرجال کی کسی کتاب میں ان کے بارے نہیں ملا کہ یہ ثقہ تھے یا نہیں، خطیب بغدادیؒ نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے بارے میں نہ کوئی تعدیل ذکر کی اور نہ جرح (تاریخ بغداد، جلد 6، صفحہ 284، طبع دار الغرب الاسلامی)، حافظ ابن عساکرؒ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور وہاں بھی یہ بیان نہیں کیا کہ یہ صاحب ثقہ تھے یا نہیں (تاریخ دمشق المعروف بتاریخ ابن عساکر، جلد 5، صفحات 457و458، طبع دار الفکر بیروت)، لہذا یہ حکایت قابل اعتماد نہیں۔

دوسری وجہ یہ کہ اس حکایت کے اندر ''یونس بن عبدالاعلیٰ'' کا بیان ہے کہ جو اجنبی میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ''تم محمد بن خالد جَنَدی کو جانتے ہو؟'' تو میں نے کہا کہ ''نہیں میں نہیں جانتا'' (یاد رہے کہ **لامهدي الا عيسىٰ** والی روایت کے ایک راوی خود یہی یونس بن عبدالاعلیٰ بھی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ میں محمد بن خالد جَنَدی کو نہیں جانتا۔ناقل)، پھر اُس اجنبی نے مجھ سے کہا کہ ''وہ جَنَد کے مؤذن ہیں اور ثقہ ہیں'' تو میں نے اُس اجنبی سے پوچھا کہ ''کیا آپ یحییٰ بن معین ہیں؟'' اور اجنبی نے جواب دیا کہ ''ہاں میں یحییٰ بن معین ہوں'' یعنی اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یونس بن عبدالاعلیٰ اس سے پہلے یحییٰ بن معین کو نہیں جانتے تھے اور نہ انہیں کبھی دیکھا تھا بلکہ اُس آنے والے اجنبی نے انہیں بتایا کہ ''میں یحییٰ بن معین ہوں''، لہذا اِس حکایت کی بناء پر ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص واقعی امام یحییٰ بن معینؒ تھے یا کوئی اور، شاید یہی وجہ ہے کہ خود امام آبریؒ نے یہ حکایت ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ:۔

''**ومحمد بن خالد الجَنَدی وان كان يُذكر عن يحيىٰ بن معين ماذكرتُه فانه غير معروف عند اهل الصناعة من اهل العلم والنقل**'' اگرچہ محمد بن خالد جَنَدی کے بارے میں امام یحییٰ بن معینؒ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی جاتی ہے مگر اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ یہ راوی علم ونقل والے اہل فن (علماء حدیث واسماء الرجال) کے ہاں غیر معروف ہے۔　　(تہذیب الکمال، جلد 25، صفحہ 149)

امام ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور السمعانیؒ (وفات: 562ھ) نے بھی یحییٰ بن معینؒ کی اس بات کا ذکر یوں کیا ہے کہ ''**قال يحيىٰ بن معين امام اهل الجَنَد وهو ثقة**'' یعنی یحییٰ بن معینؒ نے کہا ہے کہ محمد بن خالد اہل جَنَد کا امام اور ثقہ ہے، لیکن امام سمعانیؒ نے اس کے بعد اپنا تبصرہ یوں فرمایا ہے کہ ''**قلتُ وقد تكلموا فيه**'' میں (یعنی امام سمعانی۔ناقل) کہتا ہوں کہ اس راوی میں کلام کیا گیا ہے، نیز امام سمعانیؒ نے جو یحییٰ بن معینؒ سے اس کا ثقہ ہونا نقل کیا ہے اس پر کتاب کے محقق شیخ علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانیؒ نے لکھا ہے کہ ''**لم يثبت هذا عن ابن معين**'' یہ بات یحییٰ بن معینؒ سے ثابت ہی نہیں۔

(الانساب للسمعانی بتحقیق المعلمی، جلد 3، صفحہ 320، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ)

تو یہ ہے اس روایت کا حال جسے مرزا قادیانی نے حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلقہ احادیث میں سے ''سب سے زیادہ صحیح'' یا ''بہت صحیح'' لکھا ہے، جب کہ یہ روایت ضعیف ہونے کے ساتھ اُن دوسری صحیح اور (بعض کے نزدیک) متواتر احادیث کے بظاہر مخالف بھی ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں الگ الگ شخصیات ہیں، پھر اگر اس روایت کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو اِس سے تو صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے صرف ''شِـرار'' یعنی بُرے لوگ باقی رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی اور اُس وقت مہدی یعنی ہدایت یافتہ صرف حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہی ہوں گے کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان تو فوت ہوچکے ہوں گے، یہ بات اسی حدیث میں ''**لاالمهدي الا عيسىٰ بن مريم**'' سے پہلے کے الفاظ ''**لا تقوم الساعة الا علىٰ شِرار الناس**'' سے سمجھ آتی ہے، لہٰذا اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ چراغ بی بی کا بیٹا غلام احمد قادیانی مہدی ہے، ہمیں تو آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت قادیانیہ اس بات پر اتنا زور کیوں دیتی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان ایک ہی شخصیت ہیں؟، ہمارا جماعت قادیانیہ کو مفت مشورہ ہے کہ انہیں پہلے اپنا سارا زور یہ ثابت کرنے کے لئے صرف کرنا چاہیے کہ قرآن وحدیث میں کہاں غلام احمد بن چراغ بی بی کو عیسیٰ بن مریم کہا گیا ہے، پھر اس کے بعد یہ مرحلہ آئے گا کہ مہدی کون ہے۔ **(جاری ہے)**

امیر تبلیغی جماعت حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ کی قائد احرار کو دعوت اور ملاقات

قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم 22 رجب 1436ھ مطابق 12 مئی 2015ء بروز منگل، امیر تبلیغی جماعت حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہ کی دعوت پر تبلیغی مرکز رائے ونڈ پہنچے۔ لاہور سے جناب ملک محمد یوسف، جناب میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار اور سید عطاء المنان بخاری بھی قائد احرار کے ساتھ تھے۔ مولانا محمد فہیم اوران کے رفقاء نے قائد احرار کا استقبال کیا۔ حضرت حاجی عبدالوہاب مدظلہٗ آغاز جوانی میں مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت ومحبت کوجہ سے ابناء امیر شریعت کے ساتھ ہمیشہ شفقت کا اظہار فرماتے ہیں۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے تقریباً پون گھنٹہ حضرت حاجی صاحب مدظلہٗ سے ملاقات کی۔ حضرت حاجی صاحب اکابر سے وابستہ ماضی کے واقعات یاد کرتے رہے اور اپنی دعاؤں سے نوازتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور ان کی دعائیں ہمارے شامل حال رہیں (آمین)

سیف اللہ خالد

چناب نگر میں قادیانی رسالے کے دفتر پر چھاپہ۔ پریس سیل کر دیا گیا

لاہور ہائی کورٹ ہوم ڈپارٹمنٹ پنجاب اور پنجاب علماء بورڈ کے حکم پر چنیوٹ پولیس نے قادیانی جماعت کے مرکز چناب نگر میں متنازع اور توہین رسالت پر مشتمل کتب اور جرائد کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے روزنامہ ''الفضل'' کے دفتر پر چھاپہ مار کر دفتر اور پریس سیل کر دیا۔ جبکہ چار جرائد اور کئی کتابوں کی اشاعت رکوا کر بھاری تعداد میں ممنوعہ اور اشتعال انگیز کتب قبضے میں لے لیں۔ تاہم نہ تو ان کے پبلشرز کیخلاف مقدمہ درج کیا گیا اور نہ ہی کسی کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ذرائع کے مطابق قادیانیوں سے گٹھ جوڑ کر کے درمیانی راستہ تلاش کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ جبکہ ڈی پی او چنیوٹ نے مقامی مسلمانوں کے وفد سے ملاقات میں اس حوالے سے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان پر لاہور میں بیٹھے اعلیٰ افسروں کا بے پناہ دباؤ ہے اس لیے سخت کارروائی نہیں کر سکتے۔ تاہم مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اس حوالے قانون کے مطابق سخت کارروائی نہ کی گئی تو سخت احتجاج کیا جائے گا۔

دستیاب اطلاعات کے مطابق چناب نگر میں قادیانی جماعت نے جنوری ۲۰۱۵ء میں دو کتابچے شائع کیے جن کے عنوان بظاہر بہت اچھے تھے مگر دونوں کتابچوں کی اشاعت کا مقصد توہین رسالت کے ساتھ ساتھ پاکستان میں مسلم، عیسائی فساد پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ ان میں سے ایک کا عنوان ''حضور پر حملوں کا دفاع'' اور دوسرا ''ناموس رسالت کا دفاع'' کے نام سے تھا۔ ان دونوں کتابچوں میں نہ صرف توہین رسالت کی گئی بلکہ مسلمانوں کو اکسایا گیا تھا۔ کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی شان میں گستاخی کریں، تا کہ حساب برابر ہو جائے۔ اطلاعات کے مطابق مقامی نوجوانوں نے پولیس کی ہیلپ لائن ۱۵ پر فون کر کے یہ دونوں کتابچے برآمد کرا دیئے اور قادیانیوں کیخلاف ملک میں فساد پھیلانے اور توہین رسالت کے ارتکاب پر تھانے میں درخواست بھی دی تاہم پولیس نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا جس پر مقامی شہری جمشید علی شاہ نے ہائی کورٹ میں رٹ کر دی۔ ۶ مارچ کو جسٹس نصر اللہ خاکوانی نے اس رٹ پر مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا لیکن پولیس نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا۔ اس دوران جمشید علی شاہ نے قادیانیوں کی کتابوں کا سیٹ وزارت داخلہ کو ارسال کرتے ہوئے سوال اٹھایا کہ توہین آمیز مواد پر مشتمل یہ کتب اور تحریف شدہ تفسیر قرآن کسی بھی اشتعال کا سبب بن سکتی ہے۔ اس پر پابندی کیوں نہیں لگائی جاتی۔ جس پر ہوم ڈپارٹمنٹ نے عدالت میں جواب جمع کرایا کہ قادیانی کتب پر پابندی عائد ہے نئی ملنے والی کتب علمائے بورڈ کو بھیجی جارہی ہیں۔ مقامی نوجوان جمشید علی شاہ نے اس عرصے میں ڈی۔ سی۔ او اور ڈی۔ پی۔ او کو بھی درخواستیں دیں۔ تاہم کوئی جواب نہ ملنے پر انھوں نے ہوم ڈپارٹمنٹ کو ایک اور قانونی نوٹس بھجوا دیا کہ اگر قادیانیوں کی کتب پر پابندی ہے تو ان کی اشاعت اور تقسیم جاری کیوں ہے؟ ذرائع کے مطابق اس کے جواب میں ہوم ڈپارٹمنٹ کے ایس او محمود نے درخواست گزار سے رابطہ کیا اور یقین دلایا کہ وہ کارروائی کریں گے۔ جبکہ ڈی پی او نے درخواست گزار کو ایک بار پھر چکمہ دیا کہ وہ قانونی رائے حاصل کرنے

کے بعد ہی کوئی کارروائی کریں گے۔ ذرائع کے بقول علماء بورڈ کے دباؤ پر ہوم ڈپارٹمنٹ نے ۴ روز قبل جب میڈیا میں اشتہار کی شکل میں متنازع اور قابل مواخذہ کتب کی فہرست شائع کرائی تو درخواست گزار جمشید شاہ نے مقامی ساتھیوں عمر ایڈووکیٹ، ذوالقرنین واہگہ، زبیر اور شیر محمد کے ہمراہ ڈی پی او سے ملاقات کی اور کہا کہ اب جبکہ خود حکومت نے اشتہار دے دیا ہے تو کارروائی میں کیا چیز مانع ہے۔ اس پر ڈی پی او نے اگلے روز تک وقت مانگا۔ ہفتے کے روز دوبارہ ملاقات میں ڈی پی او نے بتایا کہ قادیانیوں کی کتب ''روحانی خزائن'' اور ''تذکرہ'' ہزاروں کی تعداد میں برآمد کر لی گئی ہیں اور مزید کارروائی جاری ہے۔ گزشتہ روز اتوار کو انھوں نے انھی معززین کو ملاقات کے دوران بتایا کہ پولیس نے چناب نگر کی دکانوں سے بھی ممنوعہ کتب برآمد کر لی ہیں۔ روزنامہ الفضل، ماہنامہ انصاراللہ ماہنامہ خالد، ماہنامہ مصباح اور ماہنامہ تحریک جدید کی اشاعت روکتے ہوئے بدنام زمانہ ضیائے اسلام پریس بھی سیل کر دیا ہے۔ ذرائع کے مطابق جب اس وفد نے ڈی پی او سے کہا کہ پریس کو سیل اور کتب ضبط کرنا تو ایک کارروائی ہے جبکہ محکمہ داخلہ کے نوٹیفکیشن میں تو ان کتب وجرائد کے مدیران اور ناشران کی گرفتاری اور مقدمات کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اس پر ڈی پی او نے کہا کہ لاہور میں ان کے اعلیٰ افسر یہ سب کچھ برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ کتب کی برآمد گی پر بھی شدید ردعمل دیا گیا ہے۔

دوسری جانب ''امت'' کو معلوم ہوا ہے کہ عدالت علماء برادری اور مقامی نوجوانوں کے دباؤ پر پولیس نے کارروائی شروع کی جس پر قادیانیوں نے انھیں پیشکش کی ہے کہ وہ کتب اور رسائل کی اشاعت بند کرنے اور ان کی تقسیم روکنے کو تیار ہیں۔ لیکن پولیس ان کے ادارے سیل نہ کرے۔ جس پر ڈی پی او نے مقامی مسلمانوں کو مطمئن کرنے کی خاطر ان کے دفاتر بند کرادیئے ہیں۔ لیکن انھیں سرکاری طور پر سیل کیا گیا نہ ہی کوئی مقدمہ درج کر کے گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔ ذرائع کے بقول خدشہ ہے کہ پولیس اور قادیانی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر چند روز بعد پھر سے اپنا مذموم دھندہ شروع کر دیں گے۔ ''امت'' نے جب اس حوالے مقامی ذرائع سے معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ قادیانیوں کے ضیاءالاسلام پریس کے دفاتر کے باہر کاغذ پر لکھ کر لگایا گیا ہے کہ دفاتر بند ہیں جبکہ پریس کے دروازے کو چارپائیاں کھڑی کر کے بند کیا گیا ہے اور وہاں کوئی سرکاری سیل یا پہریدار موجود نہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی سرکاری بندوبست نہیں بلکہ باہمی گٹھ جوڑ سے کی گئی رسمی کارروائی ہے۔ اس حوالے سے مقامی مسلمانوں اور ختم نبوت کی تنظیمات کا کہنا ہے کہ اگر کوئی سازش یا نامکمل کارروائی عمل میں لائی گئی تو نہ صرف عدالت سے رجوع کریں گے بلکہ احتجاج بھی کیا جائے گا۔ مقامی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ قادیانی توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اگر ان کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی اور پرچہ درج نہ کیا گیا تو حالات خراب ہوسکتے ہیں اس حوالے سے موقف جاننے کے لیے ''امت'' کی جانب سے ڈی پی او چنیوٹ سے ان کے موبائل پر رابطے کی بار بار کوشش کی گئی مگر بات ممکن نہ ہوسکی۔ تاہم لاہور سے دستیاب اطلاعات کے مطابق روزنامہ الفضل کے جنرل منیجر مہدی امتیاز وڑائچ کی ضمانت منسوخ ہونے پر اسے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ ملزم کے خلاف دو برس قبل توہین رسالت کا مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ ملزم گزشتہ روز عدالت میں پیش ہوا تو جوڈیشل مجسٹریٹ نے ضمانت منسوخ کر کے اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا تھا۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی، ۱۲ر مئی ۲۰۱۵ء)

● نام کتاب: ''قافلۂ علم وحریت'' (علماء ومجاہدینِ لدھیانہ کی تین سوسالہ تاریخ) مرتب: مولانا محمد عثمان رحمانی لدھیانوی
ناشر: کتب خانہ احرار، لدھیانہ، انڈیا۔ قیمت: 500 ہندوستانی روپے صفحات: 736
پاکستان میں ملنے کے پتا: عبدالرحمٰن لدھیانوی، فاروق چوک، نزد غلہ منڈی، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ (مبصر: ڈاکٹر عمر فاروق احرار)

برصغیر پاک وہند کی تاریخ حریت میں علماء ومجاہدینِ لدھیانہ کا ارائیں خانوادہ سالارِ قافلہ کی حیثیت سے منفرد وممتاز ہے۔ اِس قابل فخر خاندان نے 1857ء تا 1947ء کی جنگ ہائے آزادی میں قائدانہ کردار اَدا کیا اور اپنی بے مثال قربانیوں اور کمالِ جرأت ودلاوری سے برطانوی استعمار کے عرصۂ استبداد کو کم کرنے میں گرانقدر تاریخ رقم کی۔ مجاہد کبیر حضرت شاہ عبدالقادر لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر نامور مجاہد آزادی رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ تک قربانی وایثار، عزم واستقامت اور جہادِ مسلسل کا ایک تابناک عہد ہے۔ زیرتبصرہ کتاب ''قافلۂ علم وحریت'' اُسی دورِ زرّیں کے مفصل اور مستند تذکرے کو محیط ہے۔ جسے لدھیانہ، انڈیا میں مقیم حضرت رئیس الاحرارؒ کے پڑپوتے اور ہمارے عزیز بھائی مولانا محمد عثمان لدھیانوی صاحب نے انتہائی محنت سے مرتب کر کے نہ صرف اپنے خاندانی فرض اور قرض سے سبکدوشی حاصل کی ہے، بلکہ درحقیقت سچی تاریخ کے متلاشی تاریخ کے طالب علموں کے لیے قابل قدر مواد بھی فراہم کیا ہے۔ جس کا صحیح اندازہ کتاب کو پڑھ کر ہی کیا جاسکتا ہے۔

کتاب میں خانوادۂ لدھیانہ کی تین سوسالہ دینی، علمی اور تحریکی خدمات کا حتی المقدور اِحاطہ کرنے کی پوری سعی کی گئی ہے۔ جس کی بدولت یہ کتاب سرزمینِ لدھیانہ کے متعلق انسائیکلوپیڈیا کا درجہ اختیار کرگئی ہے۔ مرتب نے بہت عرق ریزی کے ساتھ برصغیر پاک وہند میں پھیلے ہوئے اپنے خاندان کے اکابر واصاغر کے حالاتِ زندگی اور اُن کے کارہائے نمایاں تفصیلات کے ساتھ قلم بند کیے ہیں۔ ہر فرد اور شخصیت کا تذکرہ اپنی جگہ پر ایک معلوماتی باب ہے۔ جسے پڑھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ علمائے لدھیانہ کی دین وسیاست کے محاذ پر کتنی عظیم خدمات ہیں اور خدمات کا یہ تاریخی سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ہندوستان میں حضرت رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے پوتے مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی مدظلہ اپنے آباء کے علمی وسیاسی محاذ کو پوری جرأت سے سنبھالے ہوئے ہیں اور وہاں پر قائم کردہ اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے زیراہتمام ہندوستان کے بیشتر شہروں اور قصبات میں تحفظ ختم نبوت کے مشن کی ترویج کے ساتھ ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کی ترجمانی کے فرائض پوری تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔ مرتب کتاب انہی کے جواں سال فرزند ہیں۔ مولانا عثمان لدھیانوی

ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں کہ اُن کے قلم سے ایسی تاریخی کتاب منصۂ شہود پر آئی۔ جسے پڑھ کر برصغیر میں علماء لدھیانہ کی خدمات سے کماحقہ آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔کتاب خوبصورت طباعت سے آراستہ ہے۔یہ کتاب کا پہلا ایڈیشن ہے۔توقع کی جاسکتی ہے کہ آئندہ ایڈیشن اس سے زیادہ مدلل، مستند اور معلوماتی ہوگا۔ان شاءاللہ العزیز

- نام مجلّہ: ماہنامہ المدینہ ''محسنِ اعظم نمبر''　　قیمت ۳۰۰ روپے　　　(مبصر اخلاق احمد)

ناشر: ماہنامہ المدینہ صائمہ ٹاورز، روم نمبر A۲۰۵ سیکنڈ فلور آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی

سیرت نبوی کا موضوع ہر دور میں مسلم علماء اور مفکرین کی فکر و توجہ کا مرکز رہا ہے، ہر ایک نے اپنی اپنی وسعت کے مطابق اس میں خامہ فرسائی کی ہے، قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو ہمارے لیے ایک کامل نمونہ قرار دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل ہی نہیں بلکہ نبوت اور رہنمائی کے سلسلہ کو آپ کی ذات اقدس پر ختم کر کے نبوت کے خاتمہ و تکمیل کے ساتھ ساتھ سیرت انسانیت کی بھی تکمیل فرمادی کہ آج کے بعد اس سے بہتر ارفع و اعلیٰ اور اچھے و خوبصورت نمونہ و کردار کا تصور بھی ناممکن اور محال ہے، آپ کی سیرت طیبہ پر متعدد زبانوں میں بے شمار کتب لکھی جاچکی ہیں اور لکھی جارہی ہیں جوان مؤلفین کی طرف سے آپ کے ساتھ محبت کا ایک بہترین اظہار ہے۔''ماہنامہ المدینہ'' کی جانب سے گزشتہ 14 سال سے ماہ ربیع الاول کے موقع پر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر خصوصی ایڈیشن کا اجراء کیا جاتا ہے۔زیرنظر مجلّہ ''ماہنامہ المدینہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نمبر'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر خوبصورت مضامین کا مجموعہ ہے۔

- نام کتاب: کلیدِ قرآن　　　　مصنف: مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی

ناشر: ادارۃ العزیز، جامعہ عزیز العلوم پرانی غلہ منڈی شجاع آباد　　صفحات: ۵۰۳　　قیمت: درج نہیں

قرآن حکیم کی تفسیر اور مطالب بیان کرنا نہایت دقیق اور اہم معاملہ ہے جس سے کوئی پختہ کار عالم اور جید محقق و مفسر ہی عہدہ برآ ہوسکتا ہے کیونکہ قلم کی ذرا سی لغزش سے مفہوم میں بہت سی پیچیدگیاں واقع ہوجاتی ہیں اور ممکن ہے کہ معمولی خطا بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بن جائے، زیرنظر کتاب ''کلیدِ قرآن'' تفسیری نکات کا حسین مرقع اور نادر مجموعہ ہے، اس کتاب میں عقائد ایمان، عقائد مشرکین عرب، سورتوں کے آپس میں ربط اور علوم تفسیر پر قدرے روشنی ڈالی گئی ہے، جو شائقین علم کے لیے بیش قیمت خزانہ ہے اور ان کی علمی تشنگی و تفسیر کے مفاہیم کو سمجھنے کی ضرورت کی کماحقہ آبیاری کرتی ہے، اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کوشش کو ذخیرہ آخرت بنائے۔(آمین)

- نام کتاب: مولانا عطاءاللہ کیمبلپوری کی پرسوز تقاریر　　مرتب: مفتی ہارون مطیع اللہ　　صفحات: ۸۲

ناشر: گل شیر شہید و عطاءاللہ اکیڈمی جامعہ اصحاب صفہ مجید پاڑہ متصل بلاک نمبر ۱۰، گلشن اقبال کراچی　　قیمت: درج نہیں

خطابت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خاص استعداد و صلاحیت کا نام ہے، جس کے ذریعے ایک مبلّغ اپنے مافی الضمیر

کے اظہار، اپنے جذبات واحساسات دوسروں تک منتقل کرنے اور عوام الناس کو اپنے افکار ونظریات کا قائل بنانے کے لیے استعمال کرتا ہے، ایک قادر الکلام مقرر مختصر وقت میں ہزاروں لاکھوں افراد تک اپنا پیغام پہنچا کر اپنے عقائد ونظریات ان تک بآسانی منتقل کرسکتا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ''مولانا عطاء اللہ کیمبلپوری کی پرسوز تقاریر'' مولانا عطاء اللہ کیمبلپوری کی چار علمی تقاریر کا مجموعہ ہے جس کو مفتی ہارون مطیع اللہ (جانشین مولانا گل شیر شہید) نے عوام الناس کے دینی نفع کی خاطر مرتب کیا ہے، تقاریر کو جابجا عنوانات سے مزین کیا گیا ہے تاکہ استفادہ میں آسانی ہو۔

● نام کتابچہ: زادالجنۃ　　مرتب: مولانا محمد عمر فاروق مدنی　　صفحات: ۴۸　　قیمت: درج نہیں

ناشر: مدنی اسلامک ریسرچ سنٹر قاسم بازار، بخاری چوک، سمندری، فیصل آباد۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایک انتہائی عظیم عمل ہے جس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن مقدس میں بے شمار احکام دیے ہیں لیکن درود شریف کے لیے ایک الگ اور منفرد اسلوب اختیار کیا ہے۔ درود شریف وہ عظیم عمل ہے جسے خداوند قدوس بھی اپنی شان کے لائق سرانجام دیتے ہیں۔ زیرنظر کتابچہ ''زادالجنۃ'' میں درود شریف سے متعلقہ جملہ معلومات مثلاً فضائل، آداب اور طریق کار وغیرہ کو حدیث کی روشنی میں بحوالہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ قارئین کے لیے اپنے دل کو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور کرنے کا ذریعہ ہوگا

● نام کتاب: خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز　مرتب: ابوعلی معاویہ　　صفحات: ۲۳۷　　قیمت: 350 روپے

ملنے کا پتہ: کراچی خوشبو محل، نزد تبلیغی مرکز، تلہ گنگ ضلع چکوال۔ 0323-3505211

نماز اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے اور ہماری روزمرہ زندگی کی تہذیب وتمدن کی بڑی حد تک ضامن ہے، نماز کو پابندی کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کر لینا کافی نہیں اور نہ ہی خشوع وخضوع، عاجزی وانکساری اور پورے خلوص کے ساتھ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوجانا نماز میں قبولیت کی علامت ہے بلکہ اس فریضہ سے عہدہ برآ ہونے اور نماز کو قبولیت کے درجے تک پہنچانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور سنت کے مطابق ادا کی جائے، تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام تک قیام وقعود ہو یا رکوع وسجود، اذکار وتسبیحات ہوں یا قرآت قران ہر چیز قرآن وسنت کی روشنی میں ادا کی جائے۔ زیر مطالعہ کتاب ''خاتم الانبیاء کی نماز'' بھی اسی سلسلہ کی ایک علمی اور تحقیقی کاوش ہے جو کہ نماز کے موضوع پر اپنی نوعیت کی مستند، سہل الفہم، جامع اور شاندار کتاب ہے، جس میں قرآن وسنت، آثارِ صحابہ اور آثارِ تابعین کی مدد سے نماز کی صحیح اور مسنون صورت پیش کی گئی ہے، تاکہ مسلمان باآسانی اپنی نمازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق ادا کرسکیں، اس کتاب کا مطالعہ جہاں آپ کو نماز کے مکمل طریقے سے روشناس کرائے گا، وہاں نماز میں پڑھی جانے والی مسنون دعائیں اور دیگر احکامات سے بھی آگاہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مرتب کی اس سعی کو قبول فرماتے ہوئے اجر جزیل عطا فرمائیں۔ (آمین)

ادارہ

اخبار الاحرار

جناب عبداللطیف خالد چیمہ پر قائم دہشت گردی کے ناجائز مقدمے کی مذمت

ملتان (13/ مئی 2015) تمام مکاتب فکر کے مشترکہ پلیٹ فارم ''متحدہ تحریک ختمِ نبوّت رابطہ کمیٹی پاکستان'' کے کنویز اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کے خلاف ATA-9ت پ کے تحت تھانہ سٹی چیچہ وطنی میں مقدمہ درج کرلیا گیا ہے، ان پر الزام ہے کہ انھوں نے 8/ مئی کو چیچہ وطنی کی مرکزی مسجد عثمانیہ میں نماز جمعۃ المبارک کے موقع پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برادرِ نسبتی اور کاتب وحی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت ومناقب پر تقریر کرتے ہوئے قابلِ اعتراض تقریر کی تھی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، جمعیت علماء اسلام پاکستان کے جنرل سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر اور کئی دیگر رہنماؤں نے عبداللطیف خالد چیمہ پر مقدمے کے اندراج کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ عبداللطیف خالد چیمہ گزشتہ چار عشروں سے اتحادِ اُمّت، تحفظ ختمِ نبوّت کے لیے پرامن جدوجہد کررہے ہیں اور اُن کی مثبت سرگرمیوں کا دائرہ نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک تک پھیلا ہوا ہے، ان پر فرقہ واریت کا الزام کسی طور پر بھی درست نہیں ہوسکتا، اِن رہنماؤں نے کہا کہ من گھڑت مقدمہ واپس لیا جائے ورنہ ہم سمجھیں گے کہ اس مقدمے کا اصل مقصد حالات کو خراب کرنا اور اشتعال دلانا ہے، علاوہ ازیں انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے رہنما قاری منظور احمد طاہر، جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مہتمم مولانا کلیم اللہ رشیدی اور قاری سعید ابن شہید، قاری بشیر احمد رحیمی، قاری عتیق الرحمٰن رحیمی، مولانا پیر جی عبدالباسط، محمد اعجاز رضا، شیخ عبدالغنی، قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد، حافظ محمد عابد مسعود، حافظ حکیم محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر، مفتی قاضی ذیشان آفتاب سمیت ساہیوال ڈویژن کے دوسو سے زائد علماء کرام، اولیاء عظام اور دینی رہنماؤں نے اپنے ردِّعمل میں کہا ہے کہ عبداللطیف خالد چیمہ نے 8/ مئی کو چیچہ وطنی میں جو تقریر کی اُس میں کسی قسم کا کوئی قابلِ اعتراض مواد نہیں تھا، پولیس کی کارروائی بدنیتی پر مبنی ہے، انھوں نے کہا کہ عبداللطیف خالد چیمہ امن کمیٹی کے دیرینہ رکن ہیں اور ان کی جدوجہد تسلسل کے ساتھ آئینی دائرے میں ہے، وہ تحفظ ختمِ نبوّت کے محاذ کے سرکردہ رہنما ہیں، اُن کے خلاف تھانہ چیچہ وطنی میں درج ہونے والی ایف آئی آر میں جھوٹ اور مبالغہ شامل ہے اگر یہ صورتحال باقی رہی تو علماء کرام، دینی حلقے ہر سطح پر امن کمیٹیوں کا بائیکاٹ کردیں گے، اِن رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ یہ مقدمہ بلاتاخیر واپس لیا جائے۔ اُدھر ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان کے چیئرمین چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ (سپریم کورٹ) نے کہا ہے کہ عبداللطیف خالد چیمہ کے خلاف چیچہ وطنی میں پولیس مقدمہ سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے، اس قسم کی زیادتیوں سے بنیادی انسانی شہری حقوق کی خلاف ورزی مسائل کھڑے کرتی ہے، انھوں نے یہ بھی کہا کہ پولیس اپنی مرضی سے غلط رپورٹوں کی بنیاد پر مقدمات بنا کر قومی ایکشن پلان کو ناکام بنانا چاہتی ہے۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی ضمانت منظور

ملتان (14 رمئی) انسداد دہشت گردی کی عدالت نمبر 2 ملتان کے ڈسٹرکٹ ہیڈ سیشن جج سجاد احمد نے متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینئر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی ATA-9 کے جرم میں 21۔مئی تک عبوری ضمانت قبل از گرفتاری منظور کر لی ہے، اُن کی طرف سے حکیم محمود احمد خاں غوری ایڈووکیٹ پیش ہوئے تفصیلات کے مطابق حاجی عبداللطیف خالد چیمہ نے 8۔مئی کو مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں سیدنا حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت ومناقب پر نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع میں تقریر کی تھی، جس پر تھانہ سٹی چیچہ وطنی نے مقدمہ نمبر 196/15 کے تحت 12۔مئی کو دہشت گردی کے ایکٹ ATA-9 ت پ کے تحت مقدمہ درج کر لیا تھا اور پولیس نے اُن کی گرفتاری کے لیے اُن کی رہائش گاہ 12/42 ایل پر چھاپہ بھی مارا تھا لیکن وہ گرفتار نہیں کیے جا سکے تھے، علاوہ ازیں مجلس احرارِ اسلام ساہیوال ڈویژن کے ترجمان حافظ حکیم محمد قاسم نے کہا ہے کہ (آج) 15۔مئی کو ساہیوال ڈویژن کی مساجد میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور خطباء عظام نے عبداللطیف خالد چیمہ پر سراسر ناجائز مقدمہ درج کرنے پر احتجاج کریں گے اور پولیس کی جانبداری کے خلاف مساجد میں قرار دادیں بھی منظور کی جائیں گی۔

☆☆☆

ملتان (15 رمئی) انسداد دہشت گردی کی عدالت نمبر 2 ملتان کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سجاد احمد نے تحریک ختمِ نبوّت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی ضمانت کنفرم کر دی ہے۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے 8 رمئی کو مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں کاتبِ وحی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت وفضائل پر خطبہ جمعہ دیا تھا جس میں تھانہ سٹی چیچہ وطنی نے دہشت گردی ایکٹ ATA-9 کے تحت مقدمہ درج کر لیا تھا، ضمانت کی کنفرمیشن کے بعد عبداللطیف خالد چیمہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر دارِ بنی ہاشم ملتان پہنچے تو سید محمد کفیل بخاری، شیخ نذیر احمد، سید عطاء المنان، حافظ محمد مغیرہ، مولانا محمد اکمل، اور احرار کارکنوں کا بڑی تعداد نے اُن کا پُر جوش خیر مقدم کیا، اس موقع پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام پُر امن جماعت ہے جس کا کسی قسم کی دہشت گردی اور فرقہ واریت سے ہرگز کوئی تعلق نہیں، انھوں نے کہا کہ عبداللطیف خالد چیمہ نے تحریک ختمِ نبوّت کے کام کو آئینی دائرے میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر آگے بڑھایا ہے، ہمیں عدالتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ اس مقدمہ میں بھی عبداللطیف خالد چیمہ باعزت بری ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ توحید وختمِ نبوّت اور اسوہ ومقام صحابہ پر ایمان ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے، ہر شہری کو آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنے عقیدے کے اظہار کا حق حاصل ہے۔ فرقہ واریت اور دہشت گردی کی آگ نے وطنِ عزیز میں امن اور سلامتی کے خواب کو چکنا چور کر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور وطن عزیز کو امن کا گہوارہ بنائے۔ (آمین)

مدارس کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے (سید محمد کفیل بخاری)

حسن ابدال ۱۵ رمئی (انٹرویو: خواجہ شہزاد احمد) اِسلام ایک زندہ وجاوید اور ہمیشہ باقی رہنے والا دین ہے۔ اِسلام اور

مدارس کو مٹانے والوں کا ناپاک اور گھناؤنا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اِسلام اور مدارس کو مٹانے والوں کا اپنا نام ونشان مٹ گیا۔ وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات پرویز رشید جس تہذیب اور جس تاریخ کی نمائندگی کرتے ہیں درحقیقت وہی جہالت ہے۔ پرویز رشید ماضی کی نام نہاد ترقی پسند اور شکست خوردہ ٹیم کا ایک ناکارہ پرزہ ہے جو راستے میں کہیں کھو گیا تھا۔ پارٹیاں بدل بدل کر اِس مقام تک پہنچنے والے پرویز رشید جیسے ابن الوقت لوگوں کا اپنا کوئی نظریہ نہیں۔ بلکہ یہ عالمی طاغوت کا ایجنڈا ہے۔ جتنے بھی سامراجی منصوبے ہیں مدارس اُن کے راستے میں سب سے بڑی دیوار اور مزاحم ہیں۔ آزادی کی تحریک مدارس کے علماء نے لڑی اور اب بھی ملک کے خلاف جو سازشیں اور پراپیگنڈہ ہو رہا ہے اُس کے راستے میں اگر کوئی مذاحمتی قوت باقی ہے تو وہ مدارس ہی کے علماء اور طلبہ ہیں جو پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے لئے آگے کھڑے ہیں اور مذاحمت کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی طاقتیں مدارس کی اِس طاقت کو ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنے مذموم مقاصد کامیاب ہوں، عالمی طاغوت کا تسلط پوری دنیا پر قائم ہوسکے۔ اِن خیالات کا اظہار سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نواسے مجلس احرارِ اِسلام پاکستان کے نائب امیر حضرت سید محمد کفیل بخاری نے خان ماڈل ٹاؤن حسن ابدال میں اُستاذ القراء مولانا قاری محمد داؤد کی رہائش گاہ پر روزنامہ ''اِسلام'' کو دیئے گئے ایک خصوصی اِنٹرویو میں کیا۔ اس موقع پر مجلس احرار اِسلام کے مولانا ابوذر، مبلغ ختم نبوت مولانا تنویر الحسن، مولانا قاری عبدالباسط قریشی، صاحبزادہ مفتی خالد محمود قریشی، جمعیت اہلسنت والجماعت کے صدر حاجی محمد سلیمان، سرپرست اعلیٰ حاجی غلام صفدر اور دیگر بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات پرویز رشید کی جانب سے مدارس کے خلاف دیئے گئے بیان سے قوم کے عقائد اور جذبات کو مجروح ہوئے ہیں اور اِس سے قوم کے اندر منافرت پیدا ہوئی۔ وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات پرویز رشید نے پاکستان کے آئین کی بھی خلاف ورزی کی ہے آئین میں اِن باتوں کی کوئی گنجائش نہیں وہ قومی ایکشن پلان کی زد میں بھی آتے ہیں۔ حکومت فی الفور قومی ایکشن پلان کے تحت پرویز رشید کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائے۔ پرویز رشید مدارس کے خلاف دیئے گئے اپنے بیان کو واپس لیتے ہوئے پوری قوم سے معافی مانگیں اور اگر وہ معافی نہیں مانگتے تو حکومت اُنہیں اِس وزارت سے برطرف کرے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ عالمی طاغوتی طاقتوں کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے حکومت کی جانب سے دہشت گردی کو مذہب سے جوڑ کر ایک ہی طبقہ کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ بعض نام نہاد لوگوں کو پیٹا گون بلا کر صوفی ازم کے فروغ کے لیے اُن کی برین واشنگ کی گئی۔ اب اُن سے اپنے گھناؤنے ایجنڈے کے لیے کام لیا جارہا ہے۔ ختم نبوت کے حوالے سے پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں حضرت سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ (ربوہ) چناب نگر جو قادیانیوں کا گڑھ ہوا کرتا تھا الحمدللہ ختم نبوت کی برکت سے وہاں 1993ء سے لیکر اب تک کوئی بھی مسلمان قادیانی نہیں ہوا جبکہ اللہ کے فضل وکرم سے قادیانی بہت بڑی تعداد میں تائب ہوکر دائرہ اِسلام میں داخل ہوچکے ہیں یہ ہم سب کے لئے بہت بڑی کامیابی ہے۔ قادیانی گروہ اِس وقت شدید بوکھلاہٹ، احساسِ کمتری اور مایوسی کا شکار ہوکر خود کئی حصوں میں تقسیم ہوچکا ہے۔ قادیانیوں کی بڑی تعداد اپنے ہی قائدین کی نہ صرف غلیظ اور ناپاک حرکتوں کے خلاف ہوچکی ہے بلکہ وہ کفر کی اُس گندی دنیا سے تیزی سے نکل رہے ہیں اور اِسلام کی پاکیزہ روشنی سے اپنے قلوب کو منور کر رہے ہیں۔

حسن ابدال میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

سید محمد کفیل بخاری کا خطاب

حسن ابدال، ۱۵رمئی (رپورٹ: خواجہ شہزاد احمد) چند روز قبل جمعیت اہلسنت والجماعت تحصیل حسن ابدال کا ایک اِجلاس جامع مسجد سعدیہ خان ماڈل ٹاؤن حسن ابدال میں منعقد ہوا۔ اِجلاس کا مقصد حسن ابدال کی سطح پر ختم نبوت کے حوالے سے کوئی اچھا سا پروگرام ترتیب دینا تھا جس کے لئے جمعیت اہلسنت والجماعت تحصیل حسن ابدال کے سرپرست اعلیٰ حاجی محمد صفدر، صدر حاجی محمد سلیمان، مولانا محمد صفدر جروار، مولانا قاری عبدالباسط قریشی، صاحبزادہ مفتی خالد محمود قریشی ،قاری منصور سمیت دیگر جماعتی عہدیداران اوراراکین نے اِجلاس میں باہمی مشاورت سے طے کیا کہ سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے نائب امیر مجلس احرار اِسلام پاکستان حضرت سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم سے حسن ابدال میں ختم نبوت کے حوالے سے بیان کرنے کی درخواست کی جائے۔ چنانچہ پروگرام کے لئے وقت لینے کی غرض سے اُنہیں ٹیلی فون کیا گیا، بس ادھر بات ہوئی اُدھر بخاری صاحب نے بغیر کسی حیل وحجت حسن ابدال تشریف لانے اور اپنا قیمتی وقت دینے کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخش دیا۔ جمعیت اہلسنت والجماعت تحصیل حسن ابدال کے زیر اہتمام ہونے والے اِس پروگرام کے لئے جامع مسجد سعدیہ خان ماڈل ٹاؤن جی ٹی روڈ حسن ابدال کا اِنتخاب کیا گیا اور طے پایا کہ 15 مئی بروز جمعۃ المبارک بعداز نمازِ مغرب حضرت سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم بیان فرمائیں گے۔ دو دِن کے مختصر عرصہ میں پروگرام کے تمام تر انتظامات اور سب سے بڑھ کر اُس کی تشہیر خاصے مشکل مراحل تھے جو الحمدللہ ختم نبوت اور اکابر کی برکت سے اِنتہائی خوش اسلوبی سے نہ صرف طے پائے بلکہ پروگرام میں مجمع کی بھرپور شرکت نے اِسے عظیم الشان کامیابی سے ہمکنار کیا۔ علماء کرام اور عوام کی بڑی تعداد مقررہ وقت سے پہلے ہی جامع مسجد سعدیہ خان ماڈل ٹاؤن پہنچنا شروع ہوگئی۔ نمازِ مغرب کی ادائی کے فوراً بعد پروگرام کا آغاز کر دیا گیا جس کے کچھ لمحوں بعد نائب امیر احرار اِسلام پاکستان حضرت سید محمد کفیل بخاری کے خان ماڈل ٹاؤن حسن ابدال پہنچنے کی اطلاع ہوئی تو علماء کرام اور عوام یادگارِ اسلاف کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے راستے کی طرف دیوانہ وار لپکے۔ اِس موقع پر قرأت اکیڈمی حسن ابدال کے پرنسپل اُستاذ القراء حضرت مولانا محمد داؤد شدید بیماری کی حالت میں حضرت کے اِستقبال کے لئے اپنے صاحبزادگان مولانا قاری عبدالباسط قریشی، مولانا مفتی خالد محمود قریشی، مولانا قاری احسان احمد قریشی کے ہمراہ موجود تھے۔ حضرت سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم کا خان ماڈل ٹاؤن حسن ابدال پہنچنے پر فقید المثال اِستقبال کیا گیا اِس موقع پر ہر شخص حضرت کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے قرار اور بے چین دکھائی دے رہا تھا۔ صاحبزادہ قاری احسان احمد قریشی نے تلاوتِ کلامِ

الٰہی سے حاضرینِ مجلس کے قلوب کو منور کیا۔ تلاوتِ کلامِ پاک کے بعد قاری اُسامہ احمد نے اپنی خوبصورت آواز و انداز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے نائب امیر احرار اسلام پاکستان حضرت سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر عقیدہ توحید بھی نامکمل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ہمیں عقیدہ توحید سے آشنا کیا اور اللہ کی مخلوق کے دِلوں سے بتوں کی محبت کو نکال کر اللہ وحدہ لاشریک کی محبت ڈال دی۔ مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا تعارف حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرایا اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف خود کرایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے آخری نبی اور آخری رسول ہیں جن کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب آپ فرما دیجئے کہ میں اللہ کی طرف سے تم سب کے لئے آخری نبی بنا کے بھیجا گیا ہوں۔ تم سب سے مراد قیامت تک آنے والے تمام زمانے اور تمام مخلوقات جن وانس شامل ہیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ علماء کرام اور مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کا یہ تعارف نہیں کرایا کہ میں نے تمہیں نبی بنا کر بھیجا ہے یہ اعزاز صرف اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ جانور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تکالیف اور دکھ درد کے بارے میں بتاتے تھے، مشہور واقعہ ہے کہ ایک اُونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اپنا سر حضور کے قدموں میں رکھا اور کچھ بڑبڑایا، اللہ نے وحی کے ذریعے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس اُونٹ کے بڑبڑانے کے راز کو واضح فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُونٹ کے مالک جو ایک صحابی تھے کو فرمایا کہ تمھارا اُونٹ شکایت لیکر آیا ہے کہ مجھے خوراک کم دیتا ہے اور مجھ سے میری طاقت سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو ہدایت فرمائی کہ اپنے اونٹ کا خیال رکھے اور اس پر زیادتی نہ کرے۔ اُنہوں نے کہا کہ جس طرح عقیدہ توحید اور عقیدہ ختم نبوت کے بغیر ہمارا ایمان کامل نہیں ہوتا بالکل اِسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور پاکیزہ جماعت میں شامل تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ سے ہمارا ایمان ناقص ہو جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین ستاروں کی مانند ہیں جو بھی اِن کی اتباع کرے گا اُسے ہدایت ملے گی۔ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام، اسلام آباد کے امیر مولانا پیر ابوذر نے کہا کہ الحمدللہ دین کا کام کرنے والی تمام جماعتیں ہمارے سر کا تاج ہیں، تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ محنت اور جدوجہد کو لائحہ عمل بنا کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان ہو تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک دفاع صحابہ ہو تحریک دفاع حرمین ہو یا ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کبھی بھی کسی وقت بھی اور کسی حال میں بھی باطل کے سامنے کھڑا ہونے کا وقت آیا الحمدللہ ہم نے اپنے اکابر سے کیے ہوئے اُس عہد کی پاسداری کی اور سینہ سپر ہو کر اپنی جماعت کی پالیسی

، جماعت کے منشور اور جماعت کی ترتیب کے ساتھ آگے بڑھے ہیں۔ چناب نگر (ربوہ) میں سب سے پہلا مرکز ختم نبوت الحمدللہ ابناء امیر شریعت خطیب بنی ہاشم سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور محقق العصر سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا جو آج ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ صرف تحریکِ ختم نبوت یا تحریک دفاعِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نہیں بلکہ ہمیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریکِ اسماء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع فرمائی تو ہزاروں بچوں کے نام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نام پر رکھے گئے۔ آج پاکستان کے تمام محکموں میں، کالجز اور یونیورسٹیوں میں اللہ کے فضل وکرم سے مغیرہ اور معاویہ نام کے نوجوان اپنی اپنی کرسیوں پر براجمان ہیں۔ یہ اُن بزرگان دین کی محنت اور اُن کی خداداد صلاحیتیں تھیں کہ جنھوں نے اپنی بصیرت سے آنے والے حالات کو پہچانا اور ایک مثبت تحریک شروع کی جس کے ثمرات آج ہر طرف دکھائی دے رہے ہیں۔ پروگرام کے بعد باجماعت نمازِ عشاء ادا کی گئی اِس موقع پر حضرت سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم نے خصوصی دعا فرمائی جس کے بعد وہ تمام علماء کرام اور دیگر افراد سے فرداً فرداً ملے۔ اور ان میں قرآن کریم کے نسخے تقسیم کیے۔ اِس موقع پر اُستاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد داؤد، مولانا تنویر الحسن، مولانا ابوذر، مولانا محمد صفدر جروار، مولانا قاری عبدالباسط قریشی، مولانا ولی اللہ معاویہ، صاحبزادہ مفتی خالد محمود قریشی، معروف ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ آصف اِقبال، مولانا محمد ابوبکر رمز، مولانا قاری محمد افضل ، قاری راشد محمود، مولانا صاحبزادہ زبیر احمد درخواستی، قاری عبدالواحد، قاری محمد انصر، صاحبزادہ قاری حماد احمد، مولانا عزت نور، مولانا فتح خان، حاجی محمد سلیمان، حاجی محمد صفدر، قاری توفیق، قاری محمد عنصر، مولانا محمد زکریا، اختر علی رحمانی، عبدالودو ہاشمی، مولانا محمد قاسم، مولانا صلاح الدین فاروقی، قاری محمد توفیق، قاری محمد منصور، حیات اللہ خان، عدیل عزیز، محمد بلال اور جلال احمد سمیت لوگوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔

مسافرانِ آخرت

- والدہ مرحومہ بھائی محمد طارق چوہان ملتان، یکم مئی 2015ء
- محمود احمد مرحوم، مجلس احرار اسلام مریدکے، کے کارکن، محمد معاویہ کے والد خالد محمود کے بھائی اور حکیم محمد صدیق تارڑ مرحوم کے فرزند 21/رجب 1436ھ۔ 11 مئی 2015ء
- محمد سعید مرحوم، مجلس احرار اسلام حاصل پور کے رہنما، رکن مرکزی مجلس شوریٰ حاجی ابوسفیان تائب کے ماموں زاد، 15 مئی 2015ء
- میر عبدالقیوم مرحوم، خواجہ محمد ایوب (گوالمنڈی، لاہور) کے برادرِ بزرگ، مئی 2015ء

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

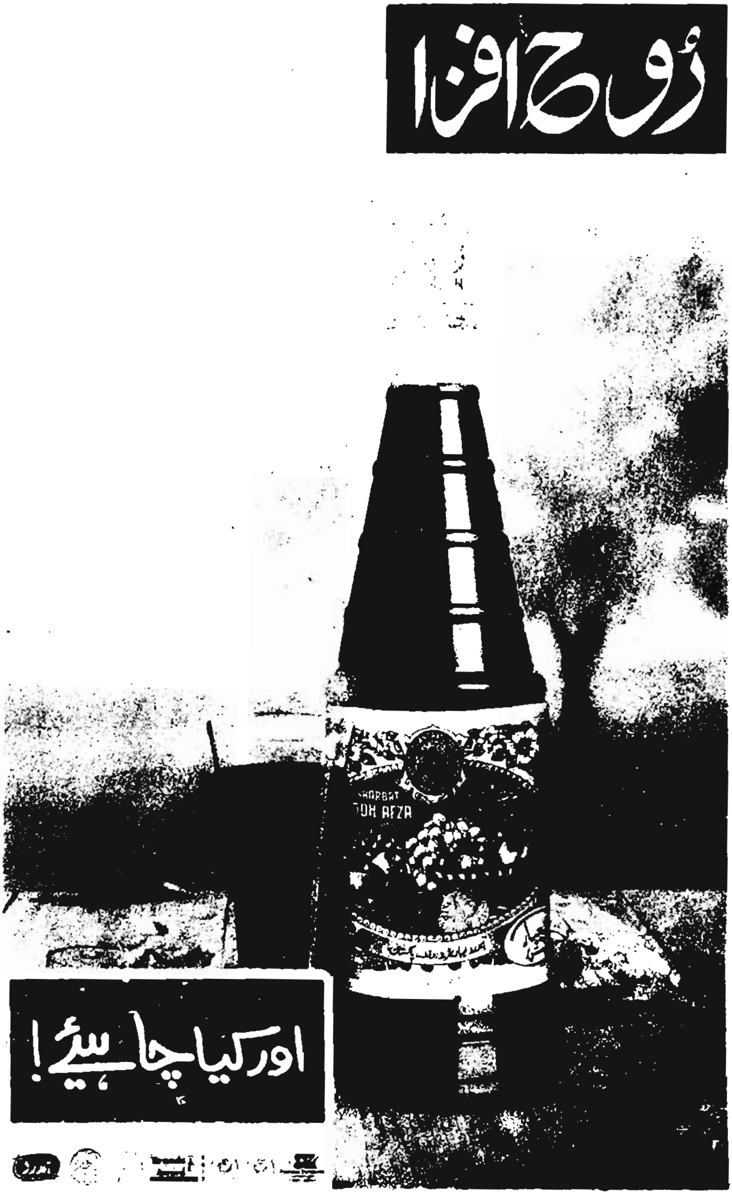
رُوح افزا
اور کیا چاہیئے!

بولان کا خالص

سرکہ سیب (ایکسٹرا کوالٹی)

- دل کے بندوالوں کو کھولتا ہے۔
- کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔
- ہاضمہ کو درست رکھتا ہے۔
- موٹاپے کو کم کرنے کیلئے بہترین دوا ہے۔
  گلے کی خراش اور بلغم ختم کر کے جسم کو
  صحت منداور خوبصورت بناتا ہے۔
- رنگت نکھارتا ہے۔

Regd # QA/F/31

BOLAN'S®

Bolan Fruit Products
P.O.Box 285 Quetta
email: bfpq_asif@yahoo.com

بیاد مجدد بنی ہاشم سید نا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

- ★ الحمد للہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
- ★ حفظ و ناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک تعلیم جاری ہے
- ★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء
- ★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر و تحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
- ★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوۃ و عشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053
یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان